احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جنوری 2014ء

آمدِ مصطفیٰ ﷺ مرحبا مرحبا

معرفتِ مقامِ مصطفیٰ ﷺ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسنِ رسول ﷺ ہے

کائناتِ انسانی کی عظیم قیادت

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا تعلیمی دورۂ ایران

علمی و فکری سیمینارز اور کانفرنسز میں خصوصی شرکت

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری (چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل) کا دورۂ ایران (تصویری جھلکیاں)

پہلی انٹرنیشنل قرآن کانفرنس (مشہد، ایران) سے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری خطاب کر رہے ہیں

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری سے آیت اللہ سید احمد عالم الہدیٰ، خراسان کے گورنر، لیفٹیننٹ جنرل مقدم اور کمانڈر انچیف نیوی ایران ملاقات کر رہے ہیں

فارس نیوز ایجنسی مشہد کے ہیڈ آفس میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے

فردوسی یونیورسٹی (مشہد) کے پروفیسرز کے ساتھ ملاقات

علماء، مشائخ، پروفیسرز اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن مشہد ایران سے خطاب

علامہ اقبال ریسرچ سنٹر فردوسی یونیورسٹی کے سکالرز کے ساتھ ملاقات

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضانِ نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز
زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

جلد 28 شمارہ 1 ربیع اول ۱۴۳۵ھ جنوری 2014ء

www.facebook.com/minhajulquran
www.minhaj.info Info@minhaj.info

چیف ایڈیٹر
ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

ایڈیٹر
محمد یوسف

اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد طاہر معین

حسن ترتیب

اداریہ۔ جشنِ میلادالنبی ﷺ اور مصطفوی انقلاب	چیف ایڈیٹر	4
(القرآن)۔ معرفتِ مقامِ مصطفی ﷺ	ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	6
(الحدیث)۔ قرآن وسنت سے شفاء طلبی	ڈاکٹر علی اکبرالازہری	18
(الفقہ)۔ آپ کے دینی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	23
ظلمتِ دھر میں نور کا دھارا ہیں حضور ﷺ	سید عبدالرحمٰن بخاری	27
کائناتِ انسانی کی عظیم قیادت اور پیامِ زندگی	فتح اللہ گولن	32
نازاں ہے جس پہ حُسن، وہ حُسنِ رسول ﷺ ہے	منیر احمد ملک	40
رونقِ بزمِ کائنات ﷺ	احسان حسن ساحر	44
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ ایران	رپورٹ	50
خصوصی ہدایات برائے میلاد مہم 2014ء		55

مجلس مشاورت

صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، خرم نواز گنڈاپور
شیخ زاہد فیاض، جی ایم ملک، سرفراز احمد خان
حاجی منظور حسین مشہدی، غلام مرتضیٰ علوی
قاضی فیض الاسلام، راضیہ نوید

مجلس ادارت

علامہ محمد معراج الاسلام، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی
پروفیسر محمد نصراللہ معینی، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری
معاون طباعت: محمد ارشد
عکاسی: محمود الاسلام قاضی

قیمت فی شمارہ: 25 روپے
سالانہ زرتعاون: 250 روپے

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ
ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان
فون: UAN: 111-140-140 فیکس: 35168184

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

حمد باری تعالیٰ جل جلالہٗ

دلِ تیرہ کو چمکاؤں مجھے توفیق دے مولا
تجھے میں یاد کر پاؤں مجھے توفیق دے مولا
مری سانسیں ترے اسمِ گرامی سے معطر ہوں
مشامِ جاں کو مہکاؤں مجھے توفیق دے مولا
فساد و شر سے میں فرشِ زمیں کو صاف کر ڈالوں
ہمیشہ امن پھیلاؤں مجھے توفیق دے مولا
مرے قول و عمل سے کوئی دل زخمی نہ ہو یارب
سراپا خیر بن جاؤں مجھے توفیق دے مولا
سلیقہ دے مرے مالک مجھے حسنِ تکلّم کا
زباں سے پھول برساؤں مجھے توفیق دے مولا
کہوں حق بات میں دربار میں سلطانِ جابر کے
میں ہر باطل سے ٹکراؤں مجھے توفیق دے مولا
مرا دشمن بھی میری راہ میں کانٹے بچھائے تو
میں اس پر پھول برساؤں مجھے توفیق دے مولا
تری تائید کا ہر وقت ہو سر پر مرے سایہ
میں مشکل میں نہ گھبراؤں مجھے توفیق دے مولا
یہاں بھی لوگ پہچانیں مجھے تیرے حوالے سے
وہاں بھی تیرا کہلاؤں مجھے توفیق دے مولا
تری حمد و ثنا شہزادؔ کے قلب و زباں پر ہو
میں تیرے گیت بس گاؤں مجھے توفیق دے مولا

(شہزاد مجددی)

نعت بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو کچھ بھی ہے وہ ہے مرے آقا حضورؐ کا
ارض و سما تمام ہیں صدقہ حضورؐ کا
تخلیقِ کائنات کا ہر فلسفہ غلط
ہر حسن کا جواز ہے چہرہ حضورؐ کا
تاریخِ ارتقائے بشر نے بصد ادب
دیکھا ہے آسماں پہ سراپا حضورؐ کا
صدیوں کے انحرافِ حقائق کے باوجود
امت کے سر پہ ہاتھ رہے گا حضورؐ کا
ارضِ بدن پہ پھول، کرم کے، کھلے بہت
تشنہ زمیں پہ ابر ہے برسا حضورؐ کا
خوشبو طواف کرتی ہے اس کا چمن چمن
صدقہ خدا سے گل نے تھا مانگا حضورؐ کا
پہلے میں کس مقام پہ جا کر کروں سلام
مکّہ حضورؐ کا ہے، مدینہ حضورؐ کا
ہر عہد کو ردائے تقدس ملی ضرور
لیکن عظیم تر ہے زمانہ حضورؐ کا
تقسیم کر رہے ہیں وہ اللہ کی نعمتیں
برپا ہے کائنات میں میلہ حضورؐ کا
میری نئی صدی پہ ہی موقوف کیا، ریاضؔ
محشر کے بعد بھی ہے سویرا حضورؐ کا

(ریاض حسین چودھری)

جشنِ میلاد النبی ﷺ اور مصطفوی انقلاب

وطن عزیز میں جو مسائل آج جان لیوا بن چکے ہیں ان کی فہرست تو طویل ہے لیکن یہ مسائل جس قدر بھی کثیر اور خطرناک اور زیادہ ہیں ان کا سبب فقط ایک ہے اور وہ اہل قیادت کا فقدان ہے۔ یہ حقیقت نہ صرف پاکستان کے اہل علم وفکر پر کھلی ہوئی ہے بلکہ اب مغربی ممالک کے تجزیہ کار بھی پاکستان کی بدقسمتی کا یہی پہلو بیان کر رہے ہیں۔ کہنے کو تو یہاں ایک سے ایک راہنما اور سیاسی قائد ہے جو صبح و شام عوامی فلاح اور خوشحالی کے خواب دکھا کر ووٹ لیتا ہے مگر گذشتہ عشروں کی مسلسل ناکامیوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ لوگ لیڈر نہیں بلکہ ہوسِ اقتدار کے پجاری ہیں۔ انہیں حکمران تو کہا جاسکتا ہے مگر قیادت کے معیار پر ان میں سے کوئی ایک بھی پورا نہیں اترتا۔ ہر ایک نے سیاست کو جھوٹ سے بھر دیا ہے اور حکومت کرنے کی باریاں مقرر کر رکھی ہیں۔ الغرض ایک مافیا ہے جو مختلف ناموں کے ساتھ ملک پر قابض ہے۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا انتخاب قدرت نے کروڑوں جنوب مشرقی ایشیائی مسلمانوں کے قائد کے طور پر کیا۔ ان کی زبان بھی مختلف تھی اور لباس بھی۔ مگر ان کی بات کھری اور سچی تھی جو لوگوں پر اثر کرتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک حساس دل و دماغ کے ساتھ قوم کے لئے ہمدردی اور اخلاص کی دولت سے مالا مال تھے۔ اسی اخلاص نے انہیں مسلمانان ہند کی آنکھوں کا تارا اور دلوں کا قرار بنا دیا۔ بنگال سے لے کر بلوچستان تک اور بمبئی کے ساحلوں سے لے کر کشمیر و بلتستان کے برف پوش کوہساروں تک ان کے بے لوث کردار اور کھرے پن کی خوشبوئیں پھیلتی چلی گئیں اور برصغیر کے مسلمانوں نے انہیں ہندو بنیے اور قابض انگریزوں کے خلاف اپنا وکیل بنالیا۔ قائداعظمؒ نے اس کی وکالت کا حق یوں ادا کیا کہ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ قوم کے نام وقف کر دیا۔ انہوں نے بیک وقت برطانوی سامراج، ہندو قومیت اور کانگرس جیسے بڑے دشمنوں سے آزادی کی جنگ لڑی اور جیت کر نہ صرف تاریخ میں امر ہوئے بلکہ برصغیر کا جغرافیہ بھی تبدیل کر دیا۔

قیادت اہل تھی تو ناممکن بھی ممکن ہو گیا مگر آج سیاسی قیادت نا اہل ہے تو بنا بنایا ملک تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ 24 سال بعد اقتدار کی رسہ کشیوں میں مصروف حکمرانوں نے اسے دولخت کر دیا۔ باقی ماندہ پاکستان کو جس احتیاط، محنت، جذبے اور مہارت کی ضرورت تھی اس کا ہمیشہ سے فقدان رہا۔ چند اداروں کے علاوہ کہیں بھی ملک کی تعمیر وتشکیل کا کام نہیں کیا گیا۔ نظام تعلیم افراد اور اقوام کی ذہن سازی اور نظریات و افکار کی پرورش کرتا ہے اور پھر جہالت کے اندھیروں سے قوم کو نکال کر روشنیوں کی شاہراہوں پر گامزن کرتا ہے۔ لیکن آج اکیسویں صدی میں پاکستان کے علاوہ شاید ہی دنیا کا کوئی ملک ایسا ہو جس کا کوئی نظام تعلیم نہیں بن سکا ہے اور نہ قومی زبان پر اتفاق ہوسکا ہے۔ پہلے صوبائیت کے نعرے مقامی زبانوں کے گرد گھومتے تھے اب نامکمل نظام تعلیم بھی صوبوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ پاکستان اور وفاق مخالف قوم پرستوں کو اب قومی نصاب کا حصہ بنایا جارہا ہے اور ان کے نام پر یونیورسٹیاں اور دانشگاہیں قائم ہورہی ہیں۔ رہی سہی کسر مذہبی فرقہ واریت نے پوری کردی ہے۔ مدارس، سرکاری اداروں اور جدید انگلش میڈیم اداروں کی تثلیث

کے ہاتھوں پوری قوم نظریاتی اور اعتقادی اعتبار سے تقسیم در تقسیم کے عمل سے گزر رہی ہے۔

سیاسی پارٹیاں اور ان کے قائدین گلے سڑے نظام زر کے مہرے بنے ہوئے ہیں۔ ان کی ضرورتوں کی تکمیل چونکہ اسی بدبو دار نظام کہنہ سے مشروط ہے اس لئے اس کی خرابیاں جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی وہ اندھوں کی طرح اسی بے سمت قافلے کا حصہ بن جاتے ہیں۔ ملک کا بچہ بچہ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف جیسے عالمی استحصالی مالیاتی اداروں کا نہ صرف مقروض ہے بلکہ اس قرض میں بھی آئے روز اضافہ ہورہا ہے۔ توانائی کا بحران ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا۔ ہماری بنیادی ضرورتوں کے عوض روز مرہ بلز میں آئے روز من مانے اضافے ہورہے ہیں۔ حکومت بری طرح ناکام ہوچکی ہے جو لوگ ''شیر'' کے انتظار میں زرداری حکومت کو برداشت کرتے رہے وہ اب سر پکڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ ان کے ''شیر'' نے عوام کو جیتے جی نگلنا شروع کردیا ہے۔ آئے روز میڈیا میں ایسے لوگوں کی فراغت کی خبریں عام شائع ہورہی ہیں جو حکمرانوں کی سیاسی اور معاشی کرپشن کا حصہ بننے سے انکار کررہے ہیں۔ ڈالر کی روز افزوں مہنگائی اور پاکستانی روپے کی بے قدری بیرونی قرضوں میں ناقابل برداشت اضافہ کررہی ہے۔ سرمایہ دار لوگ دھڑا دھڑ اپنا سرمایہ باہر منتقل کررہے ہیں۔

کیونکہ ملک میں بدامنی اور دہشت گردی کا راج عام ہوچکا ہے۔ عدلیہ کی آزادی کے نعرے لگانے والی قوم پر دہشت گردی مسلط کردی گئی ہے مگر ہمارے عدالتی نظام کی ''شفافیت'' دیکھیں کہ آج تک ایک دہشت گرد کو بھی عبرت ناک سزا نہیں دی جاسکی۔ یہ وہ حالات ہیں جن کے پیش نظر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ نے گذشتہ سال 23 دسمبر مینار پاکستان کے عدیم النظیر جلسہ عام سے نظام کی تبدیلی پر مشتمل جدوجہد کا آغاز کیا تھا۔ اسی طرح 4 روزہ تاریخی لانگ مارچ اور اسلام آباد کا منفرد پرامن دھرنا بھی بیداری شعور کی کاوش تھی۔ تحریک منہاج القرآن احیائے اسلام اور مصطفوی انقلاب کی تحریک ہے جس کے کارکنان دین کی سربلندی کے لئے ہر علمی، فکری، سیاسی اور فلاحی محاذ پر مصروف عمل ہیں۔ قائد تحریک نے اس نظریاتی اسلامی ملک کے غریب دشمن نظام سیاست و معیشت کو تبدیل کرنے کا عزم کررکھا ہے۔ ان کی مذہبی وملی اور علمی و تحقیقی کاوشیں پوری دنیا میں اپنا لوہا منوا چکی ہیں۔ ان کی شخصیت میں ایک انقلابی لیڈر اور مصلح کی تمام خوبیاں موجود ہیں جس کی امت مسلمہ کو بالعموم اور پاکستانی قوم کو بالخصوص ضرورت ہے۔ مصطفوی تحریک کے کارکنان ان کی دعوت اور پکار پر دن رات ایک کروڑ نمازیوں کی ''انقلابی جماعت'' کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ اگرچہ مذہبی اجارہ داروں اور سیاسی گماشتوں نے سازشوں اور غلط فہمیوں کا جال پھیلانا شروع کردیا ہے، مگر انقلابی جذبے ہمیشہ ایسی رکاوٹوں کی دیواریں توڑ کر اپنا راستہ بناتے رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ جذبوں کے دریا اسی سمت رخ کریں گے جس طرف قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اشارہ کریں گے۔

الحمدللہ کارکنانِ تحریک جذبہ محبتِ رسول ﷺ سے بھی سرشار ہیں۔ ماہ ربیع الاول بھی ہم پر سایہ فگن ہے۔ اس بار میلاد النبی ﷺ کے پیغام کو مصطفوی انقلاب کے پیغام میں ڈھال دیں کیونکہ مدینہ منورہ کی طرز پر فلاحی ریاست کا قیام حضور نبی اکرم ﷺ کی سب سے بڑی سنت ہے۔

ڈاکٹر علی اکبر قادری

معرفتِ مقامِ مصطفیٰ ﷺ
اہلِ حق کا عقیدہ و معیارِ ایمان

شیخ الاسلام
ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا
برمنگھم (برطانیہ) میں
انٹرنیشنل سنی کانفرنس سے
خصوصی خطاب

مرتّب: محمد یوسف منہاجین / معاون: محمد طاہر معین

گزشتہ سے پیوستہ

اللہ رب العزت نے ارشادفرمایا:

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. (الاعراف:۱۵۷)

’’اور اُن سے اُن کے بارِگراں اور طوقِ (قیود) جواُن پر (نافرمانیوں کے باعث مسلّط) تھے ساقط فرماتے (اور اُنہیں نعمتِ آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں۔ پس جو لوگ اس (برگزیدہ رسول ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم وتوقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد ونصرت کریں گےاور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں‘‘۔

سابقہ امم سے لیا گیا وعدۂ الٰہی

مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کا امتیاز مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کے سواءکوئی اور شے نہیں ہے۔ غلامی مصطفیٰ ﷺ کا عقیدہ رکھنا صرف ہمارے اوپر واجب نہیں بلکہ اللہ رب العزت نے آقا علیہ السلام کی بعثت سے پہلے بنی اسرائیل کو بھی یہی عقیدۂ غلامی مصطفیٰ ﷺ دیا تھا۔ ہمیں یہ کوئی نیا عقیدہ نہیں دیا بلکہ جب آقا علیہ السلام ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے تو آپ ﷺ سے پہلی امتوں کو بھی یہی عقیدہ عطا کیا تھا۔

ارشادفرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ.

(المائدہ:۱)

’’اے ایمان والو! (اپنے) عہد پورے کرو‘‘۔

اس آیت کریمہ کا مذکورہ ترجمہ سنتے ساری عمر گذرگئی۔ آج نئی بات سن لیں کہ عقود کیا ہے؟ عقیدہ عقد سے ہے، جس کی جمع عقود ہے۔

☆ تفسیر ابن جریر طبری (جو امت محمدی ﷺ میں سب سے پہلی جامع تفسیر ہے اور سب ائمہ ومفسرین نے تفسیر بالماثور میں اس پر تکیہ کیا ہے، باقیوں کی تفاسیر تو مختصرات تھیں۔) روایت کرتے ہیں کہ اوفوا بالعقود سے مراد یہ ہے کہ

امر من الله تعالیٰ لاهل الکتاب بالوفاء بما اخذ به میثاقهم من العمل بما فی التوراة والانجیل فی تصدیق محمد ﷺ.

(ابن جریر، تفسیر الطبری، ۶: ۴۹)

یعنی عقیدۂ شان مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے وعدے کو پورا کروکہ جب میرامحبوب آجائے تو ان پر صرف ایمان ہی نہیں لانا بلکہ ان کی شان کے ڈنکے بھی بجانے ہیں۔

☆ اس طرح امام ابومحمد المکی، الهدایہ میں فرماتے ہیں:

ابن جریج سے روایت ہے کہ

☆ مفصل خطاب کیلئے دیکھیں: (CD#1894) (مورخہ 01-09-2013) (برمنگھم۔ برطانیہ)

هی العهود التی اخذه الله علی اهل الکتاب من العمل بما فی التوراة و الانجیل فی تصدیق محمد فهی لاهل الکتاب خاصة.

یعنی جو تم سے وعدہ لیا تھا وہ یہ ہے کہ جس دور میں بھی میرا محبوب آ جائے، اس وقت تم جو کلمہ بھی پڑھتے ہو، اسی لمحے چھوڑ دینا اور محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان بھی لانا اور ڈنکا بھی ان کی شان کا بجانا ہے۔ یہ عقد اللہ نے تم سے لیا تھا لہذا یہ وعدہ پورا کرو۔

☆ تفسیر بغوی میں امام بغویؒ روایت کرتے ہیں:

هذا خطاب لأهل الكتاب يعني يا ايها الذين امنوا بالكتب المتقدمة اوفوا بالعقود التی عهدتها اليكم فی شان محمد ﷺ. (البغوی، تفسیر البغوی، ۲، ۵)

پہلی کتابوں پر ایمان لانے والو! وہ وعدہ پورا کرو جو شان مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں میرے اور تمہارے درمیان ہوا تھا۔ میں نے تم سے وعدہ لیا تھا کہ صرف میرے مصطفیٰ ﷺ پر ایمان ہی نہیں لانا بلکہ میرے مصطفیٰ ﷺ کی شان کے ڈنکے بھی بجانے ہیں۔ یہ وعدہ پورا کرو۔ پس اس وعدہ کو عقیدہ کہا گیا۔

اس وعدہ کو سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۷ میں بیان فرمایا گیا:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ.

”اور جب اللہ نے ان لوگوں سے پختہ وعدہ لیا جنہیں کتاب عطا کی گئی تھی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے صاف صاف بیان کرو گے اور (جو کچھ اس میں بیان ہوا ہے) اسے نہیں چھپاؤ گے تو انہوں نے اس عہد کو پسِ پشت ڈال دیا“۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے وعدہ لے لیا تھا کہ تم جس زمانے اور جس جگہ پر بھی ہو وہاں میرے مصطفیٰ ﷺ کی شانوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا اور ان کی تشہیر کرنا۔ یہ نہ کرنا کہ جہاں تمہاری کتب میں میرے مصطفیٰ ﷺ کی شان کا بیان آئے تو اُسے لوگوں سے چھپا دو۔

آیت میں مذکور **لتبیننه للناس** میں ”ہ“ کا مرجع حضور ﷺ کی ذات ہے اور اس کو کل ائمہ نے بیان کیا ہے کہ **لتبیننه** سے مراد یہ ہے کہ شان مصطفیٰ ﷺ میں تقریریں کرنا، خطاب کرنا اور لوگوں کے سامنے شانِ مصطفیٰ ﷺ کا اظہار کرنا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس کے شاگرد السدّی الکبیر روایت کرتے ہیں کہ

ان الله اخذ ميثاق اليهود لتبيننه للناس محمد ﷺ!

”یعنی شان مصطفیٰ کو لوگوں میں بیان کرنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں سے لیا تھا“۔ (الدرالمنثور، ۲، ۴۰۲)

یہ خاص نقطہ ہے کہ پہلی امتوں کو صرف ایمان لانے کا نہیں کہا گیا بلکہ فرمایا: **لتبیننه** یعنی ایمان تو لاؤ گے ہی مگر خالی ایمان لاکر چھپا لو تو وعدہ خلافی ہوگی لہذا **لتبیننه** ہر جگہ تمہارا موضوع شان مصطفیٰ ﷺ ہو۔۔۔ جلسہ کرو، خطاب کرو تو تمہارا موضوع مقام مصطفیٰ ﷺ ہو۔۔۔ میری توحید تو ہر کوئی بیان کرے گا مگر اس سے **اوفو بالعقود** پورا نہیں ہوگا۔ **لتبیننه** کا تقاضا یہ ہے کہ میرے محبوب کی شان کے ڈنکے بجانا تب جاکر میرے ساتھ کئے گئے وعدے کی تکمیل ہوگی۔

☆ یہی تفسیر حضرت سعید ابن جبیرؒ نے بیان کی۔ آپ ایک مرتبہ مجلس میں خطاب کر رہے تھے کہ ایک سائل کھڑا ہوا پوچھا:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ.

کا معنی کیا ہے؟

آپ نے فرمایا اس آیت میں جن سے وعدہ لینے کا بیان ہے وہ یہود ہیں۔ اس نے پوچھا: **لتبیننه للناس** سے مراد کیا ہے؟ فرمایا:

محمدا. (الدرالمنثور، ۲، ۴۰۲)

اس سے مراد یہ ہے کہ شان مصطفیٰ ﷺ کو

کھول کر بیان کرنا اور اس معاملہ میں بخیلی و کنجوسی نہ کرنا۔

یہی بات عکرمہ، حضرت مجاہد تابعی، عبداللہ ابن عباس، امام قرطبی، امام بغوی اور امام طبری رحمھم اللہ نے بیان کی ہے۔ کتب تفاسیر کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اصل عقیدہ کون سا ہے جس کو چودہ سو سال قبل کے ائمہ مفسرین نے بیان کیا۔ یہ عقیدہ کسی نے آج کے دور میں نہیں گھڑ لیا۔ اس عقیدہ کا تو اللہ نے پہلے ہی سے وعدہ لے لیا تھا کہ تاجدار کائنات ﷺ پر ایمان بھی لانا اور ان کی شان کے ڈنکے بھی بجانا۔ جو ان کی شان کے ڈنکے نہیں بجائے گا وہ مجھ سے دھوکہ کرے گا، میرے وعدے کو توڑے گا۔ گویا عقیدۂ شان و مقام مصطفیٰ ﷺ کا آج صرف اہلسنت کا نہیں بلکہ یہ عقیدہ جمیع انبیاء اور ان کی امم کا تھا۔

انجیل میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر

ذہن میں سوال آسکتا ہے کہ قرآن مجید کے فرمان کے مطابق تو واضح ہوگیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی شان و مقام کے ڈنکے بجاؤ، کیا اسکا ثبوت بائبل میں بھی ملتا ہے؟

اس سوال کے جواب کیلئے میں آج موجودہ بائبل کا حوالہ دے رہا ہوں۔ شان وعظمت مصطفیٰ ﷺ کا ذکر آج بھی بائبل کے اندر موجود ہے۔ اس کے لئے ہمارے لوگ عام طور پر انجیل برناباس کے حوالے دیتے ہیں، میں برناباس کے حوالے نہیں دے رہا کیونکہ اس کو مسیحی نہیں مانتے۔ لہذا جس کو وہ نہیں مانتے، اس کا حوالہ دینے کا فائدہ نہیں۔ آج جو موجودہ بائبل مسیحیوں کے ہاں پڑھی جاتی ہے، میں جس کا حوالہ دے رہا ہوں وہ بائبل کا Red & Black نسخہ ہے اس کو Red & Black اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کے کلمات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں اور بقیہ کے کلمات سیاہ رنگ میں لکھے گئے ہیں۔

☆ New Testament میں موجود انجیل مارک میں حضرت یحیٰی علیہ السلام کا فرمان درج ہے کہ آپؑ فرماتے ہیں:

Some one is coming soon who is greater than me. So much greater then I am not even worthy to stupe down like a slave and untie the step of his sandle.

''کوئی آنے والا آرہا ہے اور اس کی شان مجھ سے بلند ہوگی اتنی بلند کہ میں ان کا غلام بننے کے بھی قابل نہیں۔ یہاں تک کہ میں ان کے جوتوں کے تسمے کھولنے کے بھی قابل نہیں''۔ (انجیل مارک ۱،۷۷۱)(لیوک ۳،۱۵)

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

You also must be ready all the time for the son of man will come.

''تمہیں ہمہ وقت Son of man (ابن عبد) کی آمد کے لئے تیار رہنا چاہئے''۔

بعض لوگ یہاں جن کی خوشخبری سنائی جارہی ہے اس سے عیسیٰ علیہ السلام مراد لیتے ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں، اس لئے کہ وہ لوگ تو عیسیٰ علیہ السلام کو Son of man نہیں مانتے بلکہ وہ تو ان کو Son of God مانتے ہیں اگر وہ Son of Man مان لیں تو ان کا سارا عقیدہ ختم ہوجاتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر انہوں نے پوری بائبل میں Son of God کے ساتھ کیا ہے۔ لہذا عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ''تیار رہو ابن عبد آرہا ہے''، سے اشارہ ابن عبداللہ کی طرف ہے۔ مذکورہ بیان کا ٹائیٹل بھی بائبل میں یہ ہے:

Coming of son of Man

☆ پھر آپ کہتے ہیں:

If you love me obey my commandments and I will ask the father and he will give you another advocate who will never

leave you.

یعنی مجھ سے محبت کرتے ہو تو میرا کہنا مانو اور میں خدا سے عرض کروں گا کہ میرے بعد تمہیں ایک نیا مددگار عطا کرے گا جو خدا کے حضور تمہاری وکالت اور شفاعت کرے گا اور وہ خاتم النبیین ہوگا۔ قیامت تک انہی کی نبوت و رسالت رہے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس فرمان میں دو الفاظ قابل غور ہیں:

۱۔ Advocate (وکالت کرنے والا/ وکیل/شفیع)

۲۔ Never Leave You (تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا یعنی اس کی نبوت دائمی ہوگی اور وہ خاتم النبیین ہوں گے)۔ یہ دونوں اشارے یعنی وکیل و شفیع اور خاتم النبیین ہونا حضور نبی اکرم ﷺ ہی کی طرف ہیں۔

☆ پھر بیان کرتے ہیں کہ میرے بعد جب تمہاری وکالت و شفاعت کرنے والے اس نئے نبی کو بھیجے گا:

He will teach you every thing and will remind you everything i have told you.

یعنی وہ تمہیں ہر چیز کی تعلیم دیں گے اور جو کچھ میں نے تم سے کہا اس کی بھی تصدیق کریں گے۔

یہ قرآن مجید کے فرمان مصدق لما بین یدی کا اظہار ہے کہ جو کچھ ہم بیان کرگئے وہ ان کی تصدیق کردیں گے۔

☆ یاد رہے کہ بائبل کے الفاظ مختلف ہوتے ہیں اس Red & Black بائبل میں advocate کا لفظ آیا ہے، جبکہ ایک اور بائبل جو نہایت معروف اور معیاری ہے وہ King Jame's version ہے۔ اس بائبل میں حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے Comforter کا لفظ آیا ہے یہ لفظ قرآنی آیت ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم کے معنی کو بیان کررہا ہے۔ Jam's Version میں ہے کہ

These things have I spoken on to you being yet present with you but the comforter. (John، باب۱۴، آیت۹)

یعنی آنے والا تمہارے بوجھ اتارنے والا، تمہاری زنجیروں کو توڑنے والا، تمہیں آزادی دلانے والا اور تم پر رحمت کرنے والا ہوگا۔

گویا پہلے انبیاء میں بھی آقا علیہ السلام پر ایمان رکھنے اور حضور ﷺ کی شان وعظمت کے ڈنکے بجانے کا عقیدہ موجود تھا۔ جب آقا علیہ السلام تشریف نہیں لائے تھے تو اس وقت بھی پہلی امتوں کے مومن ہونے کی شرط یہ تھی کہ مصطفیٰ ﷺ کے ڈنکے بجاؤ۔۔۔ مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لاؤ۔۔۔ مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالو۔۔۔ مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کی معرفت رکھو۔۔۔ لہذا جب آقا علیہ السلام کی آمد سے پہلے بھی معیارِ ایمان اور معیارِ عقیدہ مقام مصطفیٰ ﷺ اور شان مصطفیٰ ﷺ تھا تو آج بھی یہی عقیدہ معیارِ ایمان ہے اور یہی عقیدہ قیامت تک رہے گا۔ آج بھی عقیدہ اسی کا صحیح ہے جسے مقام مصطفیٰ ﷺ کی صحیح معرفت ہے۔

آقا علیہ السلام نے بھی اسی عقیدے کو برقرار رکھا۔ ہم کہاں مارے مارے پھرتے ہیں۔۔۔؟ ایک ہونے کا اور کون سا نقطہ تلاش کرتے پھرتے ہیں۔۔۔؟ اول بھی مقام مصطفیٰ ہی ایمان تھا۔۔۔ اور مرنے کے بعد قبروں میں بھی ایمان مصطفیٰ، عظمت مصطفیٰ، معرفت مقام مصطفیٰ ہی ایمان ہوگا۔۔۔ اگر اس میں کوئی کمی کجی، ”اگر“، ”مگر“، ”لیکن“ ہیں تو پہلے لوگ بھی دائرہ ایمان سے دھکے مار کر نکال دیئے گئے، آج کے زمانے میں بھی ان کو نکال دیا جائے گا۔ معرفتِ مقام مصطفیٰ ﷺ کے بغیر کسی قسم کا بھی عقیدہ نہ دنیا میں کام آئے گا اور نہ قبر و آخرت میں کام آئے گا۔

قرآن مجید اور بائبل کے بعد آیئے اب مقامِ

مصطفیٰ ﷺ کی معرفت حدیث نبویؐ سے حاصل کرتے ہیں۔

معرفتِ مقام مصطفیٰ ﷺ۔۔اور صحابہ کرامؓ

صحیح عقیدہ کے فیصلے کے لئے بنیادی چیز یہ دیکھی جائے گی کہ اول تا آخر اس عقیدے کی بنیاد حضور ﷺ کی شان اقدس اور آپ ﷺ کے مقام کی معرفت کے متعلق کیا ہے؟ اگر وہ معرفتِ مقام مصطفیٰ ﷺ رکھتا ہے تو بقیہ کمزوریاں معاف کردی جائیں گی اور اگر آقا علیہ السلام کی شان اقدس اور مقام مصطفیٰ ﷺ پر کسی کا عقیدہ درست نہیں تو اس کے بڑے بڑے اعمال بھی اٹھا کر دوزخ میں پھینک دیئے جائیں گے۔ اگر معرفت مصطفیٰ نہ رہی تو کوئی شے کام نہیں آئے گی اور اگر معرفتِ مقام مصطفیٰ ﷺ مل گئی اور مقامِ ادب مصطفیٰ ﷺ کا شعور آگیا تو کمیاں پوری ہوجائیں گی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ

حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا تھا اور اسے اس عمل پر بار بار سزا ہوتی تھی۔ صحابہ کرامؓ نے اس کا یہ حال دیکھ کر کہ یہ باز نہیں آتا، اس پر لعنت بھیجی۔ آقا ﷺ نے یہ آواز سن لی کہ صحابہ اس پر لعنت بھیج رہے ہیں۔ آپ ﷺ باہر نکل آئے اور فرمایا:

لا تلعنه انه يحب الله ورسوله.

''اس پر لعنت نہ بھیجو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے''۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسی محبت ہے؟ وہ تو نافرمانی پر سزا بھگت رہا ہے، نافرمانی پر اس کو کوڑے لگتے ہیں، اس کے باوجود آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ اللہ کی محبت کی تو سمجھ آگئی کہ گناہ کررہا ہے اور کوڑے کھا کر اس کی سزا بھی بھگت رہا ہے، لیکن اس کی حضور ﷺ سے محبت کا کیا معنی ہے؟

اس حدیث کی تمام شروح پڑھئے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کی محبت درحقیقت کیا تھی؟ عمل تو آپ کے سامنے ہے کہ کوڑے لگ رہے ہیں جسے دیکھ کر صحابہ کرامؓ نے اس پر لعنت بھیجی۔

شروح بخاری، شروح مسلم، اسماء و رجال کی کتابوں میں اس شخص کے احوال اٹھا کر دیکھیں تو اس کی حضور ﷺ سے محبت کے احوال کا پتہ چلتا ہے۔ ان کتب میں اس کی محبت کے بارے میں یہ آیا ہے کہ حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھا رہتا تھا اور جب دیکھتا کہ دن بھر کی مصروفیات کے باعث حضور ﷺ تھک گئے ہیں، ہر آنے والا اپنے غم حضور ﷺ کو سناتا ہے، حضور سب کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور سارا دن امت اور انسانوں کے دکھ کے قصے سنتے اور مسائل حل فرماتے ہیں تو وہ حضور نبی اکرم ﷺ کو خوش کرنے کے لئے اور آپ کی اعصابی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے کوئی لطیفہ سنا دیتا تھا تاکہ حضور ﷺ ہنس پڑیں۔ (بخاری الصحیح، کتاب الحدود، باب ما یکرہ من لعن، ۶/۲۴۸۹)

لوگو! اس کو عقدِ قلبی کہتے ہیں، اعمال میں کمزور تھا مگر دل میں عشق و محبت تھا اور حضور ﷺ کو ہنسانے کے لئے بیٹھا رہتا تھا۔ سمجھتا تھا کہ میرے آقا ہنس پڑے تو اس سے ان پر موجود تھکاوٹ کا بوجھ اتر جائے گا۔ پس اس کا عمل یہ تھا کہ وہ وقفے وقفے سے حضور ﷺ کو ہنساتا ہے اور ہنسانے کا کام سوائے قلبی محبت کے کوئی نہیں کرسکتا۔ اس کے اسی عمل کی بناء پر حضور نبی اکرم ﷺ نے اس کے لئے فرمایا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

میں نے اس حدیث کی مزید شرح جاننے کے لئے کل شروح کا مطالعہ کیا کہ میں اس صحابی کی محبت کا اور بھی کوئی سبب تلاش کروں۔ چنانچہ حضور ﷺ سے اس کی محبت کا ایک اور پہلو بھی سامنے آیا اور وہ یہ کہ

جب وہ کسی کام کاج کے لئے باہر سفر پر جاتا تو واپس آتے ہوئے آقا علیہ السلام کے لئے شہد اور پنیر لے آتا تھا کہ آقا ﷺ پسند کرتے ہیں۔ پیسے اس کے پاس ہوتے نہیں تھے، شہد اور پنیر ادھار لے آتا اور آقا ﷺ کو دے دیتا۔ یہ اس کی حضور ﷺ سے محبت تھی جس کو حضور ﷺ نے فرمایا:

انه یحب الله و رسوله.

جب شہد اور پنیر والا دوکاندار ادھار واپس مانگنے آتا تو اسے لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں آجاتا کہ یارسول اللہ! یہ شہد پنیر میں نے ادھار لیا تھا، اب یہ ادھار واپس لینے آیا ہے۔۔۔ آقا ﷺ پوچھتے: میرے پاس کیوں لائے ہو۔۔۔؟ کہتا: شہد اور پنیر حضور ﷺ آپ کو دیا تھا۔۔۔ حضور ﷺ فرماتے: اب میں کیا کروں۔۔۔؟ کہتا حضور ﷺ میرے پاس تو پیسے نہیں، آپ ہی دے دیں۔

اسے یہ بھی پتہ تھا کہ حضور ﷺ کریم ہیں، گویا شہد اور پنیر بھی بن مانگے لا دیتا اور ادائیگی بھی حضور ﷺ سے کرواتا۔ اس طرح کی باتوں سے حضور ﷺ کو ہنساتا رہتا تھا۔ اس عمل پر میرے آقا نے فرمایا انه یحب الله و رسوله۔ محبت کے کوئی مخصوص پیمانے نہیں ہوتے، کوئی ناپ تول نہیں ہوتا، کتنے نفل پڑھتا ہے، کتنے روزے رکھتا ہے، اس کا محبت سے کوئی تعلق نہیں۔ محبت عقدِ قلبی ہے۔

مجنوں سے پوچھو محبت کسے کہتے ہیں۔۔۔؟ وہ کتے کے پاؤں چوم رہا تھا، کسی نے اس کتے کے پاؤں چومنے کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا تم اس کو صرف کتا دیکھتے ہو، میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ لیلیٰ کی گلی میں سے صبح و شام گزرتا ہے۔ میں چومتا اس کے پاؤں ہوں مگر دھیان لیلیٰ کی گلی کا کرتا ہوں۔

محبت ایک قلبی کیفیت ہے جو کسی ذات کے ساتھ جڑ جائے تو اس کے در و دیوار سے بھی محبت ہوتی ہے۔۔۔ اس کے کوچہ و بازار سے بھی محبت ہوتی ہے۔۔۔ جب یہ عقد قلبی قائم ہوجائے اور اس سے معرفتِ مقام مصطفیٰ ﷺ ہوجائے تو یہ قبر میں بھی نجات کا باعث بنے گی اور آخرت میں بھی عذاب سے بچائے گی۔۔۔ عقد، عقیدہ اور ایمان کا اسی طرف اشارہ ہے۔

پچھلی امتوں کا بخشش و مغفرت کے لئے عقیدہ حضور ﷺ کی شان کا ہی تھا۔۔۔ عقیدہ اب بھی یہی ہے۔۔۔ قبر میں بھی یہی عقیدہ چھڑائے گا اور قیامت کے دن بھی یہی عقیدہ کام آئے گا۔ عقیدے کی صحت میں کبھی فرق نہ آئے، اسی پر اپنے آپ کو گامزن کرنے سے نجات ممکن ہوگی۔

انجیل میں حضور ﷺ کے مقامِ محمود کا ذکر

انجیل سے ایک اور خوشگوار حیرت کا باعث چیز آپ کو بیان کرتا ہوں، اس سے آپ کا ایمان تازہ ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو کیا کیا چیزیں اللہ نے حضور ﷺ کے بارے میں بتائی تھیں اور کیا کیا عقیدہ رکھنے کا کہا گیا کہ میرے محبوب ﷺ کی شان کے ڈنکے کس کس طرح بجائے ہیں۔ میتھیو کی انجیل کے باب 26 میں ہے کہ

The masaya son of God you have said it: In the future you will see the son of man seated in the place of power at God's right hand.

یعنی مسیح علیہ السلام نے یہ کہا کہ مستقبل میں ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ تم ابن عبد کو دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے دائیں ہاتھ طاقتور (بااختیار) مقام پر بٹھائے گا۔

عیسیٰ علیہ السلام کے اس بیان سے کئی چیزیں واضح ہوگئیں:

اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہاں عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ اوپر انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کیلئے Son of God ''خدا کا بیٹا'' کے الفاظ استعمال کئے اور یہاں عیسیٰ علیہ السلام جن کے بارے میں خبر دے رہے ہیں ان کو Son of Man (ابن عبد) کہہ رہے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ بیان حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ قیامت حاصل ہونے والے مقامِ محمود کی طرف اشارہ ہے اور اس کے متعلق خود حضور نبی اکرم ﷺ نے متعدد احادیثِ مبارکہ میں بیان فرمایا:

☆ حضرت عبداللہ بن سلامؓ روایت کرتے ہیں۔ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اذا کان یوم القیامة جیء بنبیکم ﷺ فاقعد بین یدی الله عزوجل علی کرسیه.

(الطبرانی فی المعجم الکبیر، ۱۲/ ۶۱، رقم: ۱۲۴۷۴)

’’قیامت کے دن تمہارے نبی مکرم ﷺ کو (عظیم شان و شوکت کے ساتھ) لایا جائے گا تو انہیں اللہ عزوجل کے سامنے اس کی کرسی پر بٹھایا جائے گا‘‘۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں:

فی قولہ (عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا) قال: یقعده علی العرش.

(ابن الجوزی فی زاد المسیر، ۵/۷۶)

’’حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) کے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا‘‘۔

☆ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ: (عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا) قال: یجلسنی معه علی السریر.

(السیوطی فی الدر المنثور، ۵/۳۲۸)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ رب العزت مجھے اپنے ساتھ پلنگ (خصوصی نشست) پر بٹھائے گا‘‘۔

☆ حضرت ابووائل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں:

انه قرا هذه الآية: (عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا) وقال: یقعده علی العرش.

(ابن الجوزی فی زاد المسیر، ۵/۷۶)

’’انہوں نے آیت مبارکہ پڑھی: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) تو فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا‘‘۔

☆ حضرت عبداللہ بن سلامؓ روایت کرتے ہیں:

(عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا) قال: یقعده علی الکرسی.

(البغوی فی تفسیره، ۳/۱۳۲، والخازن فی تفسیره، ۳/۱۷۷)

’’(یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ رب العزت آپ ﷺ کو خصوصی کرسی پر بٹھائے گا‘‘۔

☆ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں:

انا اول من تنشق عنه الارض فاکسی الحلة من حلل الجنة ثم اقوم عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذالك المقام غیری.

(الترمذی فی السنن، ابواب المناقب، باب: فی فضل النبی ﷺ، ۵/۵۸۵، الرقم: ۳۶۱۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ہی وہ پہلا شخص ہوں جس پر سب سے پہلے زمین شق ہوگی پس مجھے جنت کے لباس میں سے ایک پوشاک پہنائی جائے گی۔ اس کے بعد میں عرش کے دائیں جانب اعلیٰ مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا مخلوق میں سے کوئی دوسرا کھڑا نہیں ہوگا‘‘۔

☆ امام ابوداؤد سجستانیؒ روایت کرتے ہیں:

من انکر هذا فهو عندنا متهم.

(القرطبی فی الجامع الاحکام القرآن، ۱۰/۳۱۱)

’’جو شخص حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کا انکار کرے وہ ہمارے نزدیک تہمت زدہ ہے‘‘۔

☆ امام ابوبکر یحیی بن ابی طالب نے فرمایا:

من رده فقد رد علی اللہ عزوجل ومن کذب بفضیلة النبی ﷺ فقد کفر باللہ العظیم.

(اخرجہ الخلال فی السنۃ، ۱/۲۱۵، الرقم: ۲۳۶)

’’جس شخص نے اس حدیث کو جھٹلایا اس نے درحقیقت اللہ عزوجل کو جھٹلایا اور جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کی فضیلت کو جھٹلایا اس نے درحقیقت اللہ رب العزت کا انکار کیا‘‘۔

☆ امام ابن تیمیہؒ روایت کرتے ہیں:

اذا تبین هذا فقد حدث العلماء المرضیون واولیاؤه المقبولون ان محمدا رسول اللہ ﷺ یجلسه ربه علی العرش معه.

(بینہ الآجری فی کتاب الشریعة، ۶/۱۶۱۲۔۱۶۱۳)

"جب یہ بات واضح ہوگئی تو معروف علماء اور اللہ تعالیٰ کے مقبول اولیاء نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ حضرت محمد ﷺ کو ان کا رب اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا"۔

☆ امام عسقلانیؒ نے قول مجاہد روایت کیا:

یجلسه معه علی عرشه: لیس بمدفوع لا من جهة العقل و لا من جهة النظر.

(العسقلانی فی فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ۱۱/۴۲۶۔۴۲۷)

"اللہ عزوجل آپ ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔ اس قول کی صحت کا عقلی اور نقلی دونوں طریقوں سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

الغرض امام قسطلانی، ابن جریر طبری، امام ابن عطیہ اندلسی، امام بغوی، ابن الجوزی، امام قرطبی، امام خازن، علامہ شوکانی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، جمال الدین قاسمی، علامہ الوسی کل محدثین ومفسرین آج تک اجماع کے ساتھ اس حدیث کو بیان کرتے چلے آرہے ہیں۔

کیا یہ حدیث اور یہ مقامِ مصطفیٰ ﷺ کسی اور طبقہ کی طرف سے عوام الناس کو بتایا جاتا ہے۔۔۔؟ کیا حضور ﷺ کا یہ مقام و شان اپنے خطابات میں دوسرے طبقہ کے لوگ بیان کرتے ہیں۔۔۔؟ سوائے عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے ان روایات کو کوئی بیان نہیں کرتا۔ قیامت کے دن آقا ﷺ کے مقام کو دکھایا جائے گا کہ جو دنیا میں اندھا رہا وہ آج دیکھ لے کہ آقا ﷺ کا مقام کیا ہے۔۔۔ رب صدرِ مجلسِ قیامت ہوگا اور حضور ﷺ اس دن کے مہمان خصوصی ہوں گے۔ مہمان خصوصی کو اپنے ساتھ دائیں طرف بٹھا کر صدرِ مجلس حساب و کتاب کے وقت مہمان خصوصی سے پوچھ رہے ہوں گے کہ میرے محبوب بتائیں کہ آپ ﷺ امت کے لئے کیا چاہتے ہیں۔۔۔؟ آپ کی امت کے ساتھ کیا سلوک کروں۔۔۔؟ گویا حضور ﷺ جس طرح چاہیں گے ویسے ہی امت کا حساب کتاب ہوگا۔

عرشِ الٰہی پر جلوس و قیامِ مصطفیٰ ﷺ۔۔ ایک تطبیق

احادیث میں حضور ﷺ کے عرش کے دائیں جانب کھڑے ہونے اور نشست پر تشریف فرما ہونے یعنی دونوں حالتوں کے متعلق روایات آئی ہیں۔ اب یہاں ان کی بھی تطبیق کردوں۔

یہ دونوں طرح کی روایات درست ہیں۔ اللہ رب العزت کے عرش پہ اپنی مقام عبدیت میں ادبِ خدا اور ادب الوہیت میں کرسی پر جلوہ گر ہونے سے پہلے آقا علیہ السلام کھڑے ہوں گے کہ خدا کے سامنے خود بیٹھنا شان عبدیت نہیں۔ ادباً حضور ﷺ کھڑے ہوں گے۔

جب رب جلوہ گرہ ہوگا اور انہیں کھڑا دیکھے گا تو وہ شان محبوبیت میں فرمائے گا کہ میرے محبوب کھڑے نہیں ہونا آپ ﷺ تشریف رکھیں۔ گویا حضور ﷺ خود کھڑے ہوں گے، رب بٹھادے گا۔

لہذا جو حدیثیں قیام کی آئیں وہ حضور ﷺ کی شان عبدیت اور ادب الوہیت میں ہیں اور جو احادیث بیٹھنے پر آئیں وہ حضور ﷺ کی شان محبوبیت میں ہیں۔

حضور ﷺ کے اسی مقام محمود کا ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اور وہ ذکر آج بھی انجیل کے اندر موجود ہے۔ یہ وہ عقیدہ تھا جسے پختہ کیا گیا تھا، اس لئے کہ اس پر نجات کا دارومدار ہے۔ سابقہ اقوام وملل کی بخشش بھی اسی عقیدے کے ساتھ تھی اور ہماری بخشش بھی اسی عقیدے کے ساتھ ہے۔

مقامِ مصطفیٰ ﷺ کی معرفت کیونکر ممکن ہے؟

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مقام مصطفیٰ ﷺ کی حقیقی معرفت کہاں سے لی جائے؟

اس کا جواب بڑا واضح ہے کہ ایسا عقیدہ اور ایسی معرفت لینے کی دو جگہیں ہیں:

۱۔ قرآن مجید ۲۔ حدیث مبارکہ

قرآن اور حدیث جو عقیدہ بتائیں وہی حق ہے۔

ہم نے بدقسمتی سے اپنے تصورات و معیارات گھڑ رکھے ہیں۔ ہمارے اپنے مسلکی اور فرقہ وارانہ تصورات ہیں اور ہم ان پر قرآن اور حدیث کو ڈھالنا چاہتے ہیں اور قرآن و حدیث پر قاضی بنتے ہیں۔ مقامِ مصطفیٰ ﷺ کی حقیقی معرفت کے لئے پہلے خالی الذہن ہوں اور اپنے ذہن میں جو کچھ ہے اسے قربان کردیں پھر جو قرآن وحدیث اور صحابہ کرامؓ کا عمل ہو اس سے عقیدہ لیں۔ جہالت کے باعث ہمارا عالم یہ ہے کہ اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات اکٹھی کردی تو ہمارے تصور توحید میں لرزہ طاری ہوجاتا ہے۔ کہہ دیتے ہیں کہ رسول ﷺ کو اللہ کے ساتھ ملادیا **استغفراللہ العظیم**. ایسا سوچنا کہ کوئی رسول ﷺ کو اللہ کے برابر کردے بلاشبہ شرک و کفر ہے، مگر یہ کہنا کہ رسول ﷺ کو اللہ کے ساتھ ملادیا یہ تصور جہالت پر مبنی ہے۔ ملایا اس کو جاتا ہے جو پہلے جدا ہو۔۔۔ رب نے تو رسول ﷺ کو اپنے آپ سے جدا کیا ہی نہیں، ہم نے کیا ملانا ہے۔۔۔ قرآن مجید کی 100 سے زائد آیات میں اللہ نے اپنے اور اپنے محبوب ﷺ کے ذکر کو ایک ساتھ بیان کیا ہے، جدا نہیں کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا ذکر اپنے ساتھ کیا ہے تو ہم جدا کرنے والے کون ہوتے ہیں۔۔۔؟ اللہ کے ہاں تو قاعدہ یہ ہے کہ سوائے عبادت کے اس نے ہر مقام اور ہر حق میں رسول ﷺ کو اپنے ساتھ شامل رکھا۔ محبت، ادب، بیعت، رفاقت، قربت، رضاعت، اطاعت، عطا، غنا الغرض ہر شے میں شریک کرلیا۔

لوگو! اگر عقیدۂ توحید کی اصلاح چاہتے ہو تو توحید صحابہ کرام سے لو۔۔۔ عقیدہ رسالت صحابہ سے لو۔۔۔ ایمان بالآخرت صحابہ سے لو۔۔۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے من گھڑت عقائد کے برتن توڑ دیں۔۔۔ جو عقیدہ ابوبکر وعمر عثمان وعلی رضی اللہ عنہم کا تھا۔۔۔ جو اہل بیت اطہار کا عقیدہ تھا وہی عقیدہ حق ہے اور قرآن وسنت کو ان سے بہتر کوئی جانتا نہ تھا۔

یہ جاننے کے لئے کہ کس کا عقیدہ صحیح اور کس کا غلط۔۔۔؟ کون حضور ﷺ کا وفادار اور کون تاجدار کائنات کا غدار۔۔۔؟ کس کی آخرت اور قبر میں بخشش ہوگی اور کون آگ کی زنجیروں میں جکڑا جائے گا۔۔؟ یہ جاننا ہو تو دیکھا کریں کتابوں میں سے شانِ مصطفیٰ ﷺ کی حدیثیں چن چن کر بیان کون کرتا ہے اور کون عمر بھر خطاب کرتا ہے مگر شانِ مصطفیٰ ﷺ سے متعلق احادیث کو لوگوں سے چھپاتا ہے۔ اگر کوئی آقا ﷺ کا غلام ہے تو وہ آقا ﷺ کی حدیثیں آپ کو سناتے سناتے تھکے گا نہیں اور جو عمر بھر یہ احادیث نہیں سناتا حالانکہ اس نے پڑھی ہوتی ہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ اس کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔

صحابہ کرامؓ اور ادبِ مصطفیٰ ﷺ

صحابہ کرامؓ کو مقام مصطفیٰ ﷺ کی کتنی معرفت تھی؟ ان کو آداب بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کس نے سکھائے تھے؟ آیئے حضور ﷺ کی احادیث سے ہی معلوم کرتے ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں:

لقد رایت رسول اللہ الحلاق یحلقه واطاف به اصحابه فیما یریدون ان تقع شعرة الا فی ید رجل. (مسلم، الصحیح، کتاب الفضائل، باب قرب النبیؐ، ٦/١٨١٢، رقم: ٣٢٢٥)

آقا علیہ السلام جب کبھی بالوں کی تراش خراش کرواتے تو صحابہ کرامؓ حضور نبی اکرم ﷺ کے بال مبارک کے حصول کے لئے دیوانہ وار اس حجام کا طواف کرتے کہ حضور ﷺ کا کوئی بھی بال مبارک زمین پر نہیں بلکہ ہمارے ہاتھوں میں گرے۔ ارے تم حضور ﷺ کے طواف سے ڈرتے ہو، وہ تو حضور ﷺ کے حجام کا طواف بھی کرتے۔ عقیدہ ایسا ہو کہ حضور ﷺ سے نسبت رکھنے والوں کے اردگرد بھی دیوانہ وار گھومو۔ میں تو عمر بھر کہتا رہا ہوں اور آج بھی کہتا ہوں اور آخر تک کہتا رہوں گا کہ میں تو حضور ﷺ کا سگ اور نوکر ہوں۔ حضور ﷺ جس حیثیت سے بھی قبول کرلیں وہی میری نجات کا باعث ہے۔ میں نے عمر بھر دین کی جتنی خدمت کی ہے اور حضور ﷺ

کے گن گائے ہیں، کبھی اس محنت و کاوش پر ایک پیسہ ہدیہ یا نذرانہ تقریر یا تحریر پر نہیں لیا، اسے اپنے لئے حرام جانا ہے۔ اس ٹوٹی پھوٹی خدمت کے عوض صرف ایک چیز کا منتظر ہوں کہ جب قیامت کے دن ملاقات ہو تو آقا ﷺ مجھے فرمائیں کہ میرے دین کی خدمت کرنے والے۔۔۔ میرے در پر پڑے رہنے والے غلام، نوکر، سگ۔۔۔ تو نے اچھی خدمت کی۔۔۔ میں تیرے ساتھ راضی ہوں۔۔۔ حضور نبی اکرم ﷺ میری اس خدمت پر راضی ہوجائیں اور آپ ﷺ کے لب مسکرا پڑیں۔۔۔ حضور ﷺ کو یہی مسرت وخوشی دینے کی حسرت کے لئے میں نے زندگی دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی ہے۔

لوگو! صحابہ حضور ﷺ کے حجام کے گرد گھومتے تھے کہ ایک بال بھی زمین پر نہ گرے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایسا کرنے کا حکم حضور ﷺ نے انہیں دیا تھا؟

یہاں بدعت کا مسئلہ بھی سمجھا دوں کہ ہر چیز پر ہم کہتے ہیں کہ جس پر اللہ و رسول کا حکم نہ ہو تو وہ نیا کام بدعت ہے۔ صحابہ حضور ﷺ کا بال بھی زمین پر نہ گرنے دیں۔۔۔ وضو کا قطرہ بھی نہ گرنے دیں بلکہ اٹھا کر چہرے پر ملیں۔ آقا ﷺ نے ان کا یہ عمل دیکھا اور زبان سے کچھ نہ فرمایا، گویا توثیق کردی اور یہ سنتِ تقریری بن گئی۔ صحابہ کرامؓ کے اس عمل پر حضور ﷺ کی خاموشی کی بناء پر یہ عمل سنت تقریری تو اس وقت بنا جب حضور ﷺ نے منع نہیں کیا لیکن جب صحابہ کرامؓ یہ سب کرتے تھے تو وہ کس نصِ شرعی پر کر رہے تھے۔۔۔ کون سی دلیل پر کر رہے تھے۔۔۔ قرآن کا کونسا حکم تھا۔۔۔؟ نہ کوئی نصِ قرآن تھی، نہ حدیث۔ ہاں ایک نص تھی اور وہ نصِ عشق تھی۔ عشق و محبت انہیں ادب سکھاتا تھا۔ صحابہ نصوص کو نہیں دیکھتے تھے بلکہ عشق و محبت میں عمل کرتے اور ان کے وہ عمل ہمارے لئے شریعت کو متعین کرتے ہیں۔

ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبینِ نیاز میں

صحابہ کرامؓ کا حضور ﷺ کے ساتھ تعلق ایسا تھا کہ صحابہ کے کلمات میں ادب تھا۔۔۔ زبان میں ادب تھا۔۔۔ تعلق میں ادب تھا۔۔۔ معاملہ میں ادب تھا۔۔۔ ایمان میں ادب تھا۔۔۔ چلتے پھرتے ہر وقت سراپا ادب و محبت رہتے تھے۔۔۔ جب تک اس طرح کا ادب ہم اپنی زندگیوں میں آقا ﷺ کے لئے نہیں لائیں گے، ہم کسی لحاظ سے بھی صاحب ایمان اور صاحب عقیدہ نہیں ہو سکتے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی حدیث کے راوی ہیں۔

قال لما قدم معاذ من الشام سجد النبی ﷺ قال ما هذا يا معاذ قال اتيت الشام فوافقتهم يسجدون لا سا قفتهم و بطارقتهم فوددت في نفسي ان نفعل ذلك بك فقال رسول الله فلا تفعلوا فاني لو كنت آمرا احدا ان يسجد لغير الله لا مرت المرأة ان تسجد لزوجها.

(ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأۃ، ۱، ۵۹۵)

حضرت معاذ ابن جبل ملک شام سے آئے اور انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو سجدہ کیا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا معاذ یہ کیا کر رہے ہو؟ عرض کیا آقا میں شام گیا، میں نے دیکھا کہ وہ اپنے بڑے عزت والے اور اونچے درجے والوں کو سجدے کرتے ہیں۔ آقا ﷺ کائنات میں آپ سے بڑا کوئی نہیں ہے، اس لئے میرے دل میں آیا کہ وہ اپنے بڑوں کو سجدہ کرتے ہیں تو میں بھی آپ کو سجدہ کروں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: خبردار ایسا نہ کرنا اگر کسی کو اللہ کے سواء سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔

یہ صحابہ کرامؓ کا عقیدہ تھا کہ وہ سجدوں کے لئے تڑپتے تھے۔ حضور ﷺ کے مقام کی پہچان، آقا علیہ السلام کی عظمت اور رفعت شان ان کے تصورات وعقیدے میں اتنی راسخ تھی کہ وہ محبت وعشق کی انتہا پر رہتے مگر اس حدود کو عبور نہ کرتے۔ ایک طرف توحید تھی اور دوسری طرف عشق مصطفیٰ ﷺ تھا اور صحابہ اس حد کو عبور نہ کرتے تھے۔ جہاں عشق مصطفیٰ ﷺ اور توحید کی حدود مل جائیں اور ایک

دوسرے کو نہ توڑیں وہ مقام مصطفیٰ ﷺ کا صحیح عقیدہ ہے۔
شان توحید اور عظمت رسالت کی دونوں حدیں مل جائیں اور ایک دوسرے کو عبور نہ کریں۔۔۔ عبد، عبد رہے اور معبود، معبود رہے۔۔۔ خدا خدا رہے اور مصطفیٰ مصطفیٰ رہے۔۔۔ اگر شان مصطفیٰ ﷺ کی یہ معرفت عقیدے میں آجائے تو آقا علیہ السلام کی اطاعت خدا کی اطاعت۔۔۔ حضور ﷺ کی محبت خدا کی محبت۔۔۔ حضور ﷺ کا ادب خدا کا ادب۔۔۔ آقا علیہ السلام کی حرمت خدا کی حرمت۔۔۔ حضور ﷺ کی بیعت خدا کی بیعت۔۔۔ حضور ﷺ کی طلب خدا کی طلب۔۔۔ حضور ﷺ کی رضا خدا کی رضا۔۔۔ حضور ﷺ کا غنا خدا کا غنا۔۔۔ حضور ﷺ کی قربت خدا کی قربت۔۔۔ حضور ﷺ کی بے ادبی خدا کی بے ادبی۔۔۔ اور حضور ﷺ سے منہ کا پھر جانا خدا سے مرتد ہوجانا ہے۔

عقیدہ اور ایمان کی یہ بنیاد حضور علیہ السلام نے دی اور صحابہ کرام نے اپنے عمل سے ہمیں سکھائی، یہ مقام مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اگر کسی کا یہ عقیدہ درست نہیں تو اعمال میں سے کوئی شے اس کے کام نہیں آئے گی۔ آج بدقسمتی سے عقائد کی غلط تشریح ہو رہی ہے۔ اسی وجہ سے غلط فرقے بن گئے، مختلف فرقوں میں جنگیں ہوگئیں اور امت مسلمہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ آقا علیہ السلام کی ذات اقدس امت کو جوڑنے کا واحد ذریعہ ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ

فمن اطاع محمدا فقد اطاع الله فمن عصى محمدا فقد عصى الله ومحمد فرق بين الناس. (بخاری، الصحیح، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ، ۶، ۲۸۵۵، رقم: ۶۸۵۲)

جس نے حضور کا دامن پکڑ لیا اس نے اللہ کا دامن پکڑ لیا جس نے حضور کا دامن چھوڑ دیا اس نے اللہ کا دامن چھوڑ دیا۔ حق و باطل میں فرق صرف مصطفیٰ ﷺ کی ذات کا ہے۔

نیک و بد، مومن و کافر کا فرق حضور ﷺ کی ذات کی معرفت سے شروع ہوتا ہے۔ دنیا و آخرت کی بخشش حضور ﷺ کی سچی غلامی اور آپ ﷺ کے مقام کی معرفت میں ہے۔ اس عقیدے کو درست کریں۔ یہ نقطۂ ارتکاز، نقطہ اتحاد، نقطۂ فلاح اور نقطۂ نجات ہے۔ اسی سے خیر کے سارے راستے نکل آئیں گے۔ پس مومن ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ رسول ﷺ کا کمال درجہ کا ادب کرے اور اس رسول ﷺ کے دین کی مدد کرے اور پھر وہ حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین کی اتباع کرے، اسی صورت فلاح نصیب ہوگی۔

مطلقاً رفعتِ مصطفیٰ ﷺ

مرکز و محور حضور ﷺ کی ذات ہے، یہ مبالغہ نہیں ہے، مقام مصطفیٰ اور شان رسالت پر مبالغہ اس وقت ہوتا ہے جب کسی کو اس کی شان سے بڑھا دیا جائے۔ ہم امتی آقا علیہ السلام کی شان بڑھانے والے کون ہوتے ہیں۔۔۔؟ آپ ﷺ کی شان تو اللہ تعالیٰ نے بڑھادی۔ اب کون بد بخت ہوگا جو حضور ﷺ کی شان کو گھٹا سکے۔ آپ ﷺ کی شان و رفعت کو تو اللہ نے بڑھا دیا اور فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ. (الانشراح: ۴)

”اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر (اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر دنیا و آخرت میں ہر جگہ) بلند فرما دیا“۔

اس آیت میں، اللہ تعالیٰ نے مطلقاً بلندی کا ذکر کیا ہے۔ بلندی کے لئے موازنہ اور مقابلہ ہوتا ہے کہ فلاں شے کو فلاں سے زیادہ بلند کر دیا۔ یہ اضافت کی چیز ہے۔ مثلاً یہ چھت، اس چھت سے بلند ہے یہ مکان، اس مکان سے بلند ہے۔ آقا علیہ السلام کی شان کی بلندی میں اللہ نے ساری اضافتیں ختم کر دیں اور علی الاطلاق فرمایا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ.

حضور ﷺ کے ذکر کو کس شے کے مقابلے میں بلند کر دیا۔۔۔؟ کوئی شے شان مصطفیٰ ﷺ کے مقابلے میں ہے ہی نہیں۔ جب مقابلہ ہی نہیں ہے تو کیا بڑھانا اور کیا گھٹانا۔۔۔ اللہ تعالیٰ وَرَفَعْتُ ”میں نے بلند کر دیا“ کے الفاظ بھی فرما سکتا تھا مگر عربی لغت اور بلاغت کا قاعدہ ہے کہ جب اللہ کہے کہ ”میں نے کیا“ تب بھی وہی بات، ”ہم نے کیا“

تب بھی وہی بات مگر جمع کا صیغہ استعمال کرکے وہ نفس مضمون میں وسعت اور تاکید پیدا کرتا ہے۔ جس بات پر قوت وتاکید ڈالنی ہو اور سننے والوں کو جھنجھوڑنا ہو اور طاقت ظاہر کرنی ہو تو پھر وہ "ہم" کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ اس لئے کہا کہ "ہم نے مصطفیٰ ﷺ کی شان کو بلند کیا" ہم نے علی الاطلاق مصطفیٰ ﷺ کی شان بلند کردی کہ کسی شے سے مقابلہ نہ رہا اور جب کسی شے سے مقابلہ نہ رہا تو گویا کل عالم خالق سے بھی حضور ﷺ کی شان بلند ہوگئی۔۔۔ عالم امر سے بھی حضور ﷺ کی شان بلند ہوگئی۔۔۔ حضور ﷺ کی شان عالم مکاں سے بھی بلند ہوگئی۔۔۔ حضور کی شان سدرۃ المنتہاء سے بلند ہوگئی۔۔۔ حضور ﷺ کی شان عرش معلیٰ سے بھی بلند ہوگئی۔۔۔ حضور ﷺ کی شان عالم لامکان سے بھی بلند ہوگئی۔۔۔ حضور کی شان قاب قوسین سے بلند ہوگئی۔۔۔ او ادنیٰ ثم دنی سے بھی بلند ہوگئی۔۔۔ فتدلیٰ سے بھی بلند ہوگئی۔۔۔ اور اتنی بلند ہوگئی کہ اس کی کوئی حد نہ رہی۔ جب رب نے حضور ﷺ کی شان کی کوئی حد مقرر نہیں کی سوائے ایک حد کے کہ خدا، خدا رہا، مصطفیٰ، مصطفیٰ رہا۔۔۔ وہ خالق ہے حضور ﷺ مخلوق۔۔۔ وہ معبود ہے حضور ﷺ عبد۔۔۔ وہ محبّ ہے حضور ﷺ محبوب۔۔۔ وہ مُرسِل ہے حضور ﷺ مُرسَل۔۔۔ اس فرق احدیت اور فرق عبدیت کے سواء کوئی اور فرق نہ رہا۔ جو شخص رسول ﷺ کو خدا بنائے وہ بھی کافر اور جو رسول کو خدا سے جدا بنائے وہ بھی کافر۔ رب نے او ادنیٰ کہہ کر حدیں ختم کردیں اور فرمایا کہ میں نے اپنے محبوب کی شان علی الاطلاق بلند فرمادی۔

پس حضور ﷺ کو خدا نہ جانو مگر خدا سے جدا بھی نہ جانو، یہ صحیح عقیدہ ہے۔ ہمارے ذہن، ہماری زبانیں، تذکرے ختم ہوجائیں تب بھی حضور ﷺ کی شان کے مطابق یہ تذکرے کم رہیں گے۔ ہم نے حضور ﷺ کی شان کو کیا بڑھانا ہے، بڑھا تو صرف خدا سکتا ہے۔ امتی حضور ﷺ کی شان کو نہیں بڑھا سکتا اس لئے کہ جو نیچے ہو وہ اوپر والے کو کیا بڑھائے گا۔۔۔ اسکا دماغ، فہم، علم، ذہن فکر بیان بھی اس بلندی پر نہیں پہنچا جس پر پہلے ہی مصطفیٰ ﷺ موجود ہیں۔۔۔ بڑھایا خدا نے ہے اور جس کو خدا بڑھادے اس کو کوئی گھٹا نہیں سکتا۔ مقام مصطفیٰ کا معنی یہ ہے:

تم ذات خدا سے جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

آقا علیہ السلام کے عشق، ادب اور تعظیم وتوقیر کی معرفت میں اس طرح جڑ جاؤ گے تو دنیا اور آخرت میں ہر جگہ خیر ہوگی اور اس عقیدے میں کمزوری رہ گئی تو اعمال میں سے کوئی شے قبول نہ ہوگی، ہر شے خوارج کی طرح رد کردی جائے گی۔

اظہار تعزیت

گزشتہ ماہ محترم خداداد خان (سابقہ کیشیئر تحریک منہاج القرآن)، محترم صاحبزادہ افتخارالحسن (منتظم مرکزی گوشہ درود) کے کزن، محترم چوہدری رازق حسین گجر (فرانس) اور چوہدری افضال حسین (آئرلینڈ کے چچا (جہلم)، محترم حافظ محمد یونس قادری (سکھیکے) کی والدہ محترمہ، محترم حفیظ اللہ بھٹی (مرکزی سیل سینٹر) کا بھانجا (لیہ)، محترم محمد سلیمان (حسن ابدال) کے والد محترم، محترم حاجی محمد فضل (کوٹ مومن۔ سرگودھا)، محترم علامہ حکیم محمد حنیف القادری (صدر علماء کونسل۔ سیالکوٹ) کی زوجہ محترمہ، محترم عبدالغفار (ناظم UC حاجی پورہ) کے بھائی اور محترم حاجی محمد رمضان بٹ کویت والے (سیالکوٹ) قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی بخشش ومغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

الحدیث

قرآن و سنت سے شفاء طلبی

ڈاکٹر علی اکبر الازہری

گزشتہ سے پیوستہ

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر حساب، هم الذین لا یسترقون، ولا یتطیرون ولا یکتنون وعلی ربهم یتوکلون.

(مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین، ۱: ۱۹۷، رقم: ۲۱۶)

’’جنت میں میری امت کے ستر ہزار افراد بلا حساب کتاب داخل ہوں گے اور (یہ خوش نصیب) وہ لوگ ہوں گے جو آگ سے داغتے نہیں اور نہ بدشگونی لیتے ہیں اور نہ منتر پڑھتے ہیں (بلکہ جملہ معاملاتِ حیات میں) اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہونگے‘‘۔

اس سلسلہ تحریر کی گذشتہ قسط میں ہم نے توہم پرستی کی مذمت میں کچھ دلائل پیش کئے تھے۔ مقصود یہ تھا کہ غربت کے ہاتھوں ستائے ہوئے لوگ جہالت اور گمراہی کی کھائیوں میں گرنے سے بچ جائیں۔ دین اسلام روشنی ہے مگر یہ روشنی ان کو فائدہ دیتی ہے جو علم و عمل کے راستوں پر چلنے کی ہمت و کاوش جاری رکھتے ہیں۔ دین تو آیا ہی جہالت کے خاتمے کے لئے تھا۔ مگر آج کے جدید سائنسی دور میں بھی مسلمان جہالت کے ہاتھوں سزا پا رہے ہیں۔ مجبور لوگوں کو لوٹنے والے گلی گلی، بستی بستی اور گاؤں گاؤں ’’روحانی علاج‘‘ کے نام سے دکانیں کھول کر بیٹھے ہوئے ہیں اور مکروجھوٹ کے ذریعے ان کی جیبوں ان کے گھروں حتی کہ ان کی عزتوں پر ڈاکے ڈال رہے ہیں۔

اس سماجی عذاب سے نجات کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اہل اسلام مرد و خواتین بڑے اور چھوٹے امیر اور غریب علم دین اور عمل صالحہ سے مضبوط تعلق پیدا کریں۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ سے حبی اور عملی تعلق انسان کی سب سے بڑی سعادت، سب سے بڑی خوش قسمتی اور سب سے اعلیٰ رشتہ ہے۔ یہ رشتہ استوار ہوجائے تو مقصودِ حیات مل جاتا ہے اور انسان، انسانِ مرتضٰی بن جاتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے عرض کیا تھا کہ اس دور میں ہر چیز میں افراط و تفریط در آئی ہے۔ مسلمان نوجوانوں کو ہر کہیں دو معیارات اور تصویر کے دو رخ نظر آتے ہیں۔ عمل میں، رجحانات میں، افکار میں حتی کہ عقائد و ایمانیات کے باب میں بھی دو انتہائیں نظر آتی ہیں۔

موضوع زیر بحث میں بھی یہی المیہ ہے یا تو ہمارے ہاں جہالت کے سبب توہم پرستی عام ہے یا پھر کچھ مذہبی طبقات کے تصورات میں بنیادی تعلیمات سے انحراف اور بغاوت کا وطیرہ دکھائی دیتا ہے۔ یعنی ایک طرف اگر اعتقادی کمزوری ہے تو دوسری طرف اعتقادی انحراف بھی دکھائی دے رہا ہے۔ جس طرح توہم پرستی

جہالت کا شاخسانہ ہے اسی طرح روحانی برکات وثمرات سے انحراف اور انکار بھی جہالت اور ہٹ دھرمی ہے۔

ایک طبقہ توحید کی علمبرداری میں مسنون اعمال کو بھی بیک جنبشِ لب بدعت قرار دے کر پھینک دیتا ہے۔ دم درود اور جھاڑ پھونک کی اصل دعا اور شفا طلبی ہے۔ معاملہ خراب تب ہوتا ہے جب اس دعا اور شفا طلبی کے لئے ہم غیر شرعی ذرائع اختیار کرتے ہیں۔

قرآن وسنت میں شفا طلبی سے منع نہیں کیا گیا بلکہ نامناسب کلمات کے ذریعے غیر شرعی ذریعہ استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ مگر جائز ذرائع ممانعت نہیں۔ اس سلسلے میں درج ذیل روایات پیش نظر رہنی چاہیں:

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نهٰى رسُولُ اللهِ ﷺ عنِ الرُّقٰى، فجاء آل عمرو بن حزم الى رسول ﷺ، فقالو اىا رسول اللهِ اِنّه كانت عندنا رقيةٌ نرقي بها من العقرب وانك نهيت عن الرقى قال فَعَرَضُوْهَا عليه فقال ما أرى بأسا من استطاع منكم أنْ يّنفعَ اُخاه فَلْيَنْفَعْهُ.

''رسول اللہ ﷺ نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا، عمرو بن حزم کے خاندان والوں نے حاضر خدمت ہوکر عرض کی یارسول اللہ! ہمارے پاس ایک دم (ورد) تھا، جس سے ہم بچھو کے کاٹے کا علاج کرتے تھے مگر آپ نے جھاڑ پھونک سے منع فرما دیا ہے۔ ان لوگوں نے اس ورد کے کلمات حضور ﷺ کے سامنے پڑھے، سننے کے بعد آپ نے فرمایا مجھے تو اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی، تم میں جو کوئی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو اسے ضرور نفع پہنچائے۔'' (مسلم، الصحيح، ٤: ١٧٢٦، رقم: ٢١٩٩)

☆ عوف بن مالک الاشجعی سے روایت ہے: ہم لوگ دور جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ فرمایا:

اِعْرِضُوْا عَلَىَّ رُقَاكم، لَابأسَ بالرُّقٰى مالَمْ يكُنْ فِيْهِ شِركٌ. (مسلم، الصحيح، ٤: ١٧٢٧، رقم: ٢٢٠٠)

''اپنا جھاڑ پھونک مجھ پر پیش کرو (پھر فرمایا) اس میں اگر شرکیہ کلمات نہ ہوں تو اس میں حرج نہیں۔''

یہی معاملہ تعویذات کا بھی ہے۔ آیت یا مسنون دعا لکھ کر دینا یا اسے استعمال کرنا ممنوع نہیں۔ قرآن کو اللہ پاک نے خود شفا قرار دیا ہے۔

ارشاد فرمایا: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ.

''اور ہم قرآن میں وہ چیز نازل فرما رہے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفاء''۔ (الاسراء: ٨٢)

کلام الٰہی کے اثرات پر سینکڑوں شواہد صحیح احادیث میں ملتے ہیں۔ خود آقائے نامدار حضور سرور کائنات ﷺ پر یہودیوں نے جب جادو کردیا تو آپ ﷺ کی طبیعت مبارکہ پر اس کے اثرات ظاہر ہوئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے توسط سے پوری امت کو ''معوذات'' کا تحفہ عطا فرمایا جو جادو ٹونہ کے اثرات زائل کرنے میں اکسیر ہے۔

یونہی کسی بیمار پر کلماتِ طیّبات جو قرآن وسنت سے ماخوذ ہوں، جن کا معنٰی ومفہوم بھی معلوم ہو اور جن میں کفر وشرک کا مفہوم بھی نہ پایا جائے، اگر پڑھ کر کسی بیمار کو دم کیا جائے، پانی یا دودھ وغیرہ پر دم کرکے اُسے استعمال کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟

حضور ﷺ نے اسی لئے صحابہ کرامؓ سے استفسار فرمایا اور کلمات کی تحقیق کے بعد اجازت مرحمت فرمادی۔ گویا حضور ﷺ کو ڈر تھا کہ کہیں دم میں کوئی ایسا حرف نہ ہو جس سے شرک کا شائبہ ہوتا ہو۔ کیونکہ وہ لوگ دور جاہلیت میں شرکیہ عقائد رکھتے تھے اس لئے احتیاط کو لازم ٹھہرایا۔ لہٰذا جن کلمات سے شرک کا شائبہ ہو یا ان کا معنی واضح نہ ہو ان کے ذریعے دم کرنا جائز نہیں ہوگا۔

رہا جائز اور واضح الفاظ میں دم کرنا، یہ تو ملائکہ اور انبیاء واولیاء کا طریقہ ہے۔ اس کے خلاف فتاویٰ محاذ آرائی اور مخالفت فی سبیل اللہ فتنہ وفساد کے علاوہ کیا ہے؟ اسے بدعت وشرک کہا جائے تو معلوم نہیں پھر توحید وسنت کیا ہے؟

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

أن رسول اللہ ﷺ کان یأمرھا أن تسترقی من العین.

''رسول اللہ ﷺ ان (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کو نظر بد سے بچنے کیلئے جھاڑ پھونک کا حکم دیا کرتے تھے۔'' (بخاری، الصحیح، ۵:۲۱۶۶، رقم:۵۴۰۶)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے:

انّ النّبیّ ﷺ رأی فی بیتھا جاریۃً فی وَجْھِھَا سَفْعَۃٌ فقال اِسْتَرْقُوْا لھا فانّ بھا النظرۃ.

''نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر ایک لڑکی دیکھی جس کا چہرہ زرد تھا۔ فرمایا: اسے جھاڑ پھونک کرو، اسے نظر لگ گئی ہے۔'' (بخاری، الصحیح، ۵:۲۱۶۷، رقم:۵۴۰۷)

☆ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں ''الرُّقیٰ بفاتحۃ الکتاب'' ''یعنی فاتحہ سے دم کرنا'' اس عنوان سے باقاعدہ ایک باب قائم کیا ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نبی کریم ﷺ کے کچھ صحابہ کرام کا قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ پر گذر ہوا۔ انہوں نے ان صحابہ کرام کی خاطر خواہ مہمان نوازی نہ کی۔ اسی اثناء میں ان لوگوں کے سردار کو سانپ یا بچھو کا ڈنگ لگا۔ بستی والوں نے کہا تمہارے پاس کوئی دواء یا دم کرنے والا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا جی ہاں۔ تم نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی (کھانا نہیں کھلایا) ہم (بھی) دم نہیں کریں گے جب تک بکریوں کا پورا ریوڑ ہمیں نہ دو۔ اب ان لوگوں نے بکریوں کا ریوڑ ان حضرات کو دیا **تو فجعل یقرأ بأم القرآن** حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم شروع کر دیا۔ لعاب دہن جمع کرکے زخم پر لگاتے جاتے۔ وہ شخص ٹھیک ہوگیا۔ بکریوں کا ریوڑ ان کے سپرد کرنے لگے تو صحابہ کرام نے کہا ہم نبی اکرم ﷺ سے پوچھے بغیر نہیں لیں گے۔

فسألوہ فضحک وقال مأ ادراك أنھا رُقْیَۃٌ خذوھا واضربوا لی بِسَھْمٍ.

صحابہ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا، آپ ﷺ ہنس پڑے۔ فرمایا: تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ یہ مؤثر دم ہے؟ لو! اور میرا حصہ مجھے دو!

(بخاری، الصحیح، ۵:۲۱۶۶، رقم:۵۴۰۴)

☆ ''رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ لوگ جھاڑ پھونک کرتے جس میں شرک کی آمیزش تھی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے شرکیہ دم کرنے سے منع فرما دیا۔ ایک مرتبہ ایک صحابی کو سانپ نے ڈس لیا حضور علیہ السلام نے فرمایا: کوئی دم کرنے والا ہے جو اس شخص کو دم کردے؟ ایک صاحب نے عرض کی: حضور ﷺ میں دم جھاڑ کرتا تھا پھر اسے آپ ﷺ نے منع فرمایا تو میں نے چھوڑ دیا۔ فرمایا: میرے سامنے پڑھو، میں نے خدمت میں پیش کر دیا، **فلم یر بھا بأساً فأمرہ فرقاھا** اس میں کوئی غلط بات نہ پا کر فرمایا: اسے دم کرو، پس اس نے سانپ ڈسے کو دم کیا''۔

(امام عبدالرزاق الصنعانی، المصنف، ۱۱:۱۶، رقم:۱۹۷۶۷)

☆ اسی طرح کچھ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! **أرأیتَ اتّقاءً نتّقیہ و دواءً نتداوی بہ و رقیً نسترقی بھا أتُغْنِیْ مِنَ الْقَدَر؟ فقال النبی ﷺ ھِیَ من القدر.**

''آپ کے خیال مبارک میں ہم کسی چیز سے بچاؤ کی تدبیر کرتے ہیں یا کسی تکلیف میں دواء استعمال کرتے ہیں یا کسی دم سے جھاڑ کرتے ہیں تو کیا یہ چیزیں ہمیں تقدیر سے بچا لیں گی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ سب کچھ تقدیر ہے''۔ (عبدالرزاق، المصنف، ۱۱:۱۸، رقم:۱۹۷۷۷)

حضور ﷺ سے منقول دم کے کلمات

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعض اہل خانہ کیلئے اس طرح دم کرتے تھے۔ دایاں ہاتھ مبارک درد کی جگہ رکھ کر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَاسَ وَ اشْفِہ وَاَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَآءَ اِلَّاشِفَاؤُكَ شِفَاءً لَایُغَادِرُ سَقْمًا.

''اے اللہ! لوگوں کے پروردگار، بیماری ختم فرما اور اسے شفاء عطا فرما اور تو ہی شفاء بخشنے والا ہے۔ شفاء تو بس تیری شفاء ہے، ایسی شفاء جو بیماری کا نام ونشاں نہ چھوڑے۔''

(بخاری، الصحیح ٥:٢١٦٨، رقم: ٥٤١١)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح دم فرماتے:

اَمْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَآءُ لَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّآ اَنْتَ.

''تکلیف دُور فرما پروردگار عالم! تیرے ہی ہاتھ شفاء ہے، اس تکلیف کو تیرے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں۔''

(ابن حبان، الصحیح، ١٣:٤٦٣، رقم: ٦٠٩٦)

☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، ایک اعرابی نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میرے بھائی کو درد ہے، فرمایا کیا درد ہے؟ عرض کی حضور ﷺ کچھ ہے، فرمایا میرے پاس لاؤ، وہ اسے لائے اور سرکار کے سامنے رکھ دیا، سرور کائنات ﷺ نے سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ کی آخری چار آیتیں اور یہ دو آیتیں: وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، آیۃ الکرسی۔۔ سورۂ آل عمران کی یہ آیت: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ۔۔ سورۂ الاعراف سے یہ آیت اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔۔ سورہ المؤمنون کے آخر سے: فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ۔۔ سورہ جن کی آیت: وَاَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا۔۔ سورۃ الاخلاص اور معوّذتین پڑھ کر دم کیا تو وہ شخص ایسے اُٹھ کھڑا ہوا جیسے کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔

(حاکم، المستدرک، ٤:٤٥٨، رقم: ٨٢٦٩)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

انّ رسول اللہ ﷺ کان اذا اصابہ رمد او احد من اھلہ و اصحابہ دَعَا بھؤلآءِ الکلمات: اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِبَصَرِیْ وَاجْعَلْہُ الورث منّی وارنی فی العدوّ ثاری و انصُرنی علٰی مَن ظَلَمَنِیْ.

''جب رسول اللہ ﷺ یا آپ کے کسی گھر والے اور صحابہ کرام میں سے کسی کی آنکھوں میں آشوب ہو جاتا تو ان کلمات سے دم دعا فرماتے: اے اللہ میری آنکھ سے مجھے فائدہ دے اور اس کو میرا وارث بنا اور دشمن میں مجھے بدلہ دکھا اور جو مجھ پر ظلم کرے اس کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔''

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں دردوں اور بخار کیلئے یہ دم سکھایا کرتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ عَرَقٍ نَعَّارٍ وَ مِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ.

''خدائے بزرگ و برتر کے نام سے ہم خدائے بزرگ سے پناہ مانگتے ہیں، رگ سے بہتے خون کے شر سے اور آگ کی تپش کے شر سے''

☆ حضرت عبادہ بن صامت رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اس وقت حضور کو سخت بخار تھا، انہوں نے یہ دم پڑھا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ يُّؤْذِيْكَ من كُلِّ حَسَدٍ وَّ حَاسِدٍ وَ كُلِّ غَمٍّ وَ اِسْمُ اللّٰهِ يَشْفِيْكَ.

''میں اللہ کے نام سے آپ کو جھاڑتا ہوں، ہر ایسی چیز سے جو آپ کو تکلیف دے ہر حسد اور حسد کرنے والے سے اور ہر غم سے اور اللہ کا نام آپ کو شفا دے۔''

یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے مگر انہوں نے اسے بیان نہیں کیا۔ (حاکم، المستدرک، ۴:۴۵۷، رقم: ۸۲۶۸)

بعض روایات میں چونکہ جھاڑ پھونک سے منع کیا گیا ہے اور بعض مقامات پر فرمایا:

لا یسترقون ولا یکتون.

''یعنی اہل ایمان اور متقی لوگ نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ داغتے ہیں۔ اسی طرح فال نکالنے یا جھاڑ پھونک کرنے کے عمل کو توکل کے خلاف قرار دیا گیا

اشتہار! یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ بعض نادان دوست اپنے ذاتی کاروبار میں تحریک اور قائد تحریک کا حوالہ دیکر لوگوں کو راغب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے تمام لوگ دروغ گوئی سے کام لیتے ہیں۔ نیز مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔ (ادارہ)

ہے۔ امام نوویؒ نے اس کی تطبیق یوں فرمائی ہے وہ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

''حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ جن احادیث میں جھاڑ پھونک ترک کرنے کی وعید ہے اس سے مراد وہ دم ہے جو کافروں کے کلام سے کیا جائے یا مجہول کلمات سے ہو یا غیرعربی ہو یا جن کا معنی کچھ نہ ہو۔ یہ جھاڑ پھونک (گنڈے تعویذ) مذموم ہیں۔ کیونکہ ان کے کفر یا اس کے قریب یا مکروہ ہونے کا احتمال ہے۔ رہ گیا قرآنی آیتوں یا مشہور و معروف اذکار سے دم کرنا تو یہ منع نہیں بلکہ یہ تو سنّت ہے''۔۔۔ و قد نقلوا الاجماع علٰی جواز الرقیٰ بالآیات و اذکار اللہ تعالٰی. ''ائمہ دین نے آیتوں اور اللہ کے اذکار سے دم کرنے کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے۔''

(شرح مسلم، ۲:۲۲۷، باب الطب والمرض و لرقیٰ)

☆ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

اذا ثبت ان لبعض الکلام خواص و منافع فما الظّن بکلام رب العلمین ثم بالفاتحہ التی لم ینزل فی لقرآن ولا غیرہ من الکتب مثلھا لتضمنھا جمیع معانی القرآن.

''جب یہ حقیقت ثابت ہے کہ بعض کلام کے خواص اور فائدے ہوتے ہیں، تو رب العالمین کے کلام کے بارے میں کیا خیال ہے، پھر فاتحہ کے بارے میں کیا خیال ہے جس کی مثل نہ قرآن میں نہ باقی کتابوں میں جو قرآن کے تمام معانی پر مشتمل ہے۔'' (فتح الباری شرح صحیح بخاری، ۱۰:۱۹۸)

خلاصہ کلام

قارئین! ہم نے اجمالاً دونوں صورتیں آپ کے سامنے رکھ دی ہیں۔ ضرورت اس چیز کی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کو پختہ کیا جائے۔ اسی سے مدد کی درخواست کی جائے کہ وہی مستعانِ حقیقی ہے۔ دعاؤں میں اثر بھی وہی ڈالتا ہے اور بیماروں اور مشکلات میں پھنسے ہوئے لوگوں کو نجات بھی وہی دیتا ہے۔ رہ گئے اس کے نیک بندے جن کے پاس لوگ دعائیں کروانے جاتے ہیں وہ بھی دراصل اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری اس نیت کے ساتھ دینا کہ وہ اللہ پاک کے انعام یافتہ کی بارگاہ ہے، اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ مستحب عمل ہے لیکن آج کل جہالت کے سبب بہت سے مزارات پر کھیل تماشے اور میلے ٹھیلے شروع ہو چکے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ ''روحانی بابے'' بن کر مجبور اور معصوم لوگوں سے مال بٹورتے ہیں۔ یاد رکھیں جو شخص پیر کہلائے اور اس کی نظر آپ کی جیب پر ہو یا فیس لے کر تعویذ وغیرہ دے، اس کا روحانیت یا ولایت سے کوئی تعلق نہیں وہ تو نفس کی خواہشات کا پجاری ہے۔ میرے ذاتی علم میں بہت لوگ ہیں جو چِٹے ان پڑھ ہیں، انہیں کوئی نوکری نہیں ملی اور نہ وہ کوئی ڈھنگ کا کام کرسکتے تھے چنانچہ انہوں نے ایک بورڈ لکھوا کر ''پیری'' کا اعلان کردیا اور آج وہ لاکھوں کروڑوں میں کھیل رہے ہیں۔ ان کی یہ دولت چار روزہ ہے وہ شیطان کے چیلے تو ہوسکتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے فیض یافتہ ہرگز نہیں۔ میڈیا میں آئے روز ایسے ہی ڈبہ پیروں کی کہانیاں نشر ہوتی رہتی ہیں جو کالے علم کے ذریعے جادو ٹونے پر تو یقین رکھتے مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محتشم ﷺ کی شریعت مطہرہ سے کوسوں دور ہیں۔ اسلام کھرا اور سچا مذہب ہے۔ ہمیشہ سچے اور کھرے لوگوں کی معیت میں رہنا چاہئے کیونکہ قرآن بھی تو یہی کہہ رہا ہے۔

الفقہ

آپ کے دینی مسائل

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: ربیع الاول شریف کی آمد کے ساتھ ہی میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشیاں منانے والوں پر ایک طبقہ کی طرف سے بدعت و شرک کے فتوے آنا شروع ہوجاتے ہیں۔ حقیقت سے مطلع فرمادیں؟

جواب: ماہ مقدس ربیع الاوّل شریف ہر سال آتا ہے اور اپنے جلو میں جذباتِ محبت کا ایک عالم لاتا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان اس ماہ مبارک میں خصوصی طور پر اپنے آقا و مولا، محمد رسول اللہ ﷺ کے حضور والہانہ طور پر اپنے اپنے انداز سے نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ آج کے دور میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو رسول پاک ﷺ کی سیرت طیبہ اور فضائل و کمالات موثر انداز میں بتائے جائیں۔ لازم ہے کہ مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات از بر کروائے جائیں تاکہ علم بڑھے، روشنی پھیلے اور دلوں میں عشقِ رسول ﷺ کی شمع فروزاں ہو یہی ہماری تمام پریشانیوں کا علاج بھی ہے۔ ہماری تمام بے عملیوں اور بدعملیوں کا حل یہ ہے کہ ہمارے دل کی بستی آباد ہو، محبوب کی محبت سے سینے معمور ہوں، عشق و مستی کا کیف عام ہو اور قافلہ امت اپنے قلوب و اذہان میں الفت محبوب کے چراغ روشن کئے کامیابیوں کی طرف رواں دواں ہو۔ علامہ اقبال کہتے ہیں:

شبے بگریستم پیش خدا من
مسلماناں چرا زار و نزار اند
صدا آمد نمی دانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

''ایک رات میں خدا کے حضور میں رویا کہ بار الٰہی! مسلمان کیوں ذلیل و خوار ہیں؟ آواز آئی تجھے معلوم نہیں کہ اس قوم کا دل تو ہے محبوب نہیں''۔

اور جب تک دل کی نگری میں محبوب نہ ہو، دل ویران ہے اور ویران گھر میں کس کا دل لگتا ہے؟ محبوب کون ہے؟ اس کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہست محبوبے نہاں اندر دلت
چشم اگر داری بیا بنمائمیت

''وہ محبوب تیرے دل میں پوشیدہ ہے اگر دل کی آنکھ ہے تو آ، میں تجھے دکھاتا ہوں''۔

عاشقانِ او زخوباں خوب تر
خوش تر، زیبائش تر مطلوب تر

''اس محبوب کے عاشق بھی دنیا کے حسینوں سے خوبصورت تر، بہتر، محبوب و مطلوب تر ہیں''۔

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم
زیں جہت باریک دگر پیوستہ ایم

''ہم نے اپنا دل حجاز والے محبوب سے جوڑ لیا ہے اور اسی نسبت سے ہم ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں''۔

محفل میلاد ہو یا مجلس ذکر، ان کا ایک ہی

مقصد ہے کہ ہم نے اپنی نادانیوں سے جو رشتہ الفت کمزور کرلیا ہے اسے پھر سے مضبوط کیا جائے۔ قابل صد تکریم ہے ہر وہ فرزندِ اسلام جو اپنے آقا ﷺ کی محبت میں سرشار ہے۔ ذکر سرکار کی محفلیں سجاتا اور عظمت رسول ﷺ کے چراغ جلاتا ہے۔

امام ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ

ان ابلیس رن اربع رنات، حین لعن وحین اھبط وحین ولد رسول اللہ و حین انزلت الفاتحہ.

’’بے شک ابلیس (شیطان) چار بار رویا ہے۔ اول: جب لعنتی بنا، دوم: جب زمین پر اتارا گیا، سوم: جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، چہارم: جب سورہ فاتحہ نازل کی گئی‘‘۔

(البدایہ والنہایہ، ابن کثیر، ۲:۲۶۶ طبع بیروت)

آج بھی جشن میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بہت سے چہروں پر بجائے خوشی و رونق کے ہوائیاں اڑ رہی ہوتی ہیں۔ مزاج برہم، پیشانیوں پر بل اور طبیعت بوجھل محسوس ہوتی ہے۔

یہ حضرات کون سی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

انصاف کریں: جس آقائے کائنات کی تعریف و توصیف ہر آسمانی کتاب میں موجود ہے۔۔۔جن کا ذکر ہر نبی نے اپنی امت کے سامنے کیا۔۔۔جن کا ذکر اللہ نے ہر ذکر سے بلند تر کردیا۔۔۔جن کا نام اپنے نام کے ساتھ ساتھ رکھا۔۔۔جن کی اطاعت اپنی اطاعت۔۔۔جن کی محبت کو اپنی محبت۔۔۔اور جن سے دشمنی اپنی دشمنی قرار دی۔۔۔جس کی آمد پر خوشیاں منانے کا حکم دیا اور اس خوشی کو ہر چیز سے بہتر قرار دیا۔ کیا منشاء قدرت یہی تھی کہ ان کا ذکر نہ ہو؟ یقیناً ایسا نہیں ان کی آمد پر خوشی کا اظہار اس نے تمام آسمانی کتابوں میں کردیا ہے۔ بعض علم و تقویٰ کے مدعی اور دین کے خادم، دین کا نام لے کر اپنے من پسند پروگرام کرتے ہیں۔ اپنے بڑوں کی برسیاں، اپنے مدرسوں کے سالانہ جلسے، بلکہ صد سالہ جشن مناتے ہیں۔ مختلف بزرگوں کے ایام دھوم دھام سے مناتے ہیں، قرآن و حدیث کے نام پر سیمینار منعقد کرتے، جلوس نکالتے اور چراغاں کرتے، ریلیاں کرتے اور ان پر آتش بازی کے مظاہرے کرتے ہیں۔ لاکھوں روپے ان اللوں تللوں پر پھونک دیتے ہیں۔ صدقات و خیرات کے طور پر جمع کی گئی دولت کو رنگین پروگراموں کی نذر کرتے ہیں اور یہ سب کچھ دین کے نام پر کررہے ہیں۔

جو اپنے آپ کو موحد، پابند شریعت اور نہ جانے کیا کیا کہتے تھکتے نہیں۔ پوچھئے ان پروگراموں کو صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین اور خیر القرون میں کس کس نے کیا تھا؟ اگر اس کا ثبوت کہیں بھی نہیں پھر آپ کے یہ تمام افعال بدعت و حرام کیوں نہیں؟ جبکہ اسی دلیل سے آپ ذکر رسول ﷺ کی محافل کو بدعت کہتے ہیں۔ آپ جو چاہیں دین میں اختراعات کریں، آپ کو اجازت ہے اور مسلمان اپنے نبی اکرم ﷺ کی آمد پر جشن مناکر قرآن و سنت کے تقاضے پورے کریں اور آپ اسے بدعت و ناجائز کہیں۔ آخر کیوں؟ جائز کہنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ ناجائز کہنے کے لئے دلیل درکار ہے۔ نبی کا یوم میلاد منانا بدعت قرار دیں اور صحابہ کے ایام سرکاری طور پر منانے کا مطالبہ کریں، یہ دو رُخی کیا ہے؟ دلیل شرعی پیش کیجئے۔ دونوں میں کیا فرق ہے۔ کس دلیل سے ایک جائز بلکہ لازم اور دوسرا بدعت ہوگیا؟

مقام افسوس ہے کہ بعض علماء کرام نے اپنے علم و مرتبہ کا خیال نہ کیا اور محض مسلکی تعصب کی بناء پر جشن عید میلاد النبی ﷺ کے خلاف جاہلانہ و سوقیانہ رویہ اختیار کیا۔ عوام کو گمراہ کیا اور شرعی اصولوں کا مذاق اڑایا۔ حق و باطل میں جو فرق تھا اسے مٹادیا اور اپنی انانیت و اپنے مشائخ کی تسکین کا سامان کیا۔ اگر ان حضرات کے پیشواؤں کے اقوال و تصریحات پر نظر ڈالی جائے تو پتہ

چلتا ہے کہ ان کے پیروکاروں نے احکام شرع کو کس طرح بچوں کا کھیل بنا رکھا ہے۔

علامہ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ جلد۳/ ۱۳۷ میں لکھتے ہیں کہ ''میرے نزدیک مولد کا اصل ہے لوگوں کا جمع ہوکر جتنا میسر ہو قرآن پڑھنا اور ولادت نبوی کے وقت پیش آنے والے واقعات اور میلاد شریف کے موقع پر جو نشانات ظاہر ہوئے تھے، ان کو بیان کرنا۔ پھر لوگوں کے لئے دستر خوان بچھایا جاتا ہے، لوگ کھانا کھاتے اور چلے جاتے ہیں۔ اس سے زائد کچھ نہیں ہوتا۔ یہ عمل ان اچھی بدعتوں میں سے ہے جن پر عمل کرنے والے کو ثواب دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں حضور ﷺ کے رتبہ و منزل کا اظہار اور آپ کی ولادت پر خوشی کا مظاہرہ ہے''۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں:

'' رہا یہ عقیدہ کہ مجلس مولود میں حضور پرنور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں تو اس عقیدہ کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے یہ بات عقلاً و نقلاً ممکن ہے''۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص:۱۴ طبع لاہور)

''ذکر ولادت کسی وقت بھی ایک اچھا فعل ہے لیکن اس مصلحت سے کہ پابند رہنا آسان ہوجاتا ہے اور کسی مصلحت سے وہ ۱۲ ربیع الاول مقرر کرلیتا ہے تو ان باتوں میں بھی کوئی برائی نہیں''۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ:۹ طبع لاہور)

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''ماہ ربیع الاول شریف کو شریف اسی لئے کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کی اس ماہ مبارک میں ولادت ہوئی ہے اور جس زمانہ میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی وہ ماہ ایسا نہیں ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت سے اس میں شرف نہ آئے۔ جیسے کہ ولادت شریف کا مکان اسی وجہ سے معظم ہے کہ حضور ﷺ کی جائے ولادت ہے چنانچہ آج تک وہ موضع شریف محفوظ ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ زمان بھی شریف ہوگا جس میں حضور ﷺ کی ولادت ہوئی۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

در منزلے کہ جاناں روزے رسیدہ باشد
باخاک آستانش واریم مرحبائے

(مواعظ میلاد النبی ص:۶۳ طبع لاہور)

''جس مقام پر کسی دن محبوب تشریف لایا۔۔۔ اُس کے آستانے کی مٹی کو ہم مرحبا کہتے ہیں''۔

مزید لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ کا وجود مسعود خود بہار، پھر ولادت شریف کا ماہ بھی ربیع کا جس کے معنی بہار کے ہیں اور وہ موسم بھی بہار کا تھا اور حضور خود نور جو سب انوار سے فائق ہے''۔ (ایضاً)

تھانوی صاحب مزید فرماتے ہیں:

''اس ماہ میں حضور ﷺ کی ولادت ہوئی۔ پس اب حیثیت خاص سے اس کو رمضان پر بھی فضیلت ہے''۔ (ایضاً)

مولانا تھانوی صاحب ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

''حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ حضور ﷺ کے وجود مسعود پر خواہ وجود نوری ہو یا ولادت ظاہری اس پر خوش ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ ہمارے لئے تمام نعمتوں کے واسطہ ہیں۔ حتی کہ جو روٹیاں دو وقت مل رہی ہیں اور عافیت اور تندرستی، ہمارے علوم، یہ سب حضور ﷺ ہی کے بدولت ہیں اور یہ نعمتیں تو وہ ہیں جو عام ہیں اور سب سے بڑی دولت ایمان ہے جس کا حضور ﷺ سے ہم کو پہنچنا بالکل ظاہر ہے۔ غرض اصل الاصول تمام مواد فضل و رحمت کی حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہوئی۔ پس ایسی ذات بابرکات کے وجود پر جس قدر بھی خوشی اور فرح ہو کم ہے۔۔۔ پس جس نعمت پر حق تعالیٰ اس شدو مد کے ساتھ خوش ہونے کا حکم فرمادیں، وہ کس طرح خوش ہونے کے قابل نہ ہوگی۔

(میلاد النبی ﷺ ص ۱۲۰۔۱۲۱۔۱۲۲ ملخصاً)

براہ کرم: اعتراض کرنے والے اور فتوے لگانے والے اپنے رہنماؤں کے ان بیانات کی طرف بھی غور کریں۔

ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیے۔ لوگوں کے سامنے حضور ﷺ کا میلاد، سیرت طیبہ اور تعلیمات مقدسہ کو بیان کریں تاکہ سچی عقیدت ان کے دلوں میں پیدا ہو اور وہ اپنی زندگیاں حضور ﷺ کی مقدس زندگی کے رنگ میں ڈھال سکیں۔ دین کا بول بالا ہو۔ سچے فضائل و کمالات اتنی کثرت سے بیان کریں کہ غلط و موضوع روایات ختم ہو جائیں۔ حضور ﷺ کی محبت پر اتنا زور دیں کہ نوجوانوں کے دلوں سے ہر جھوٹی محبت ختم ہو جائے۔ صدقہ و خیرات، قرآن خوانی و نعت خوانی اور سیرت و صورت محبوب ﷺ کا ہر جگہ اتنا زور و شور سے تذکرہ کریں کہ شیطانی آوازیں پست ہو کر ختم ہو جائیں۔ گھروں کو، دکانوں کو، بازاروں اور کارخانوں کو، اداروں اور راستوں کو اتنا سجائیں کہ ہر ایک پر عظمت رسول ﷺ واضح ہو۔ کھانے کھلائیں، مشروب پلائیں، ناداروں کو کپڑے پہنائیں، نادار طلبہ کو کتب اور فیس دیں اور اس سب کا ثواب صاحب میلاد ﷺ کی بارگاہ میں نذر کریں۔

یاد رکھیں اگر محبوب کی آمد پر خوشی منانا گوارا نہیں تو کوئی خوشی نہ منائیں اگر یہ جشن منع ہے تو ہر جشن حرام ہے۔ اگر آمد محبوب ﷺ پر اظہار خوشی نہیں کرتے تو کسی تقریب پر خوشی زیب نہیں دیتی۔

اے اہل اسلام: عید میلاد النبی ﷺ تمہارے لئے سب سے بڑی مذہبی و سیاسی تقریب ہے۔ خوشیاں منانے کا یہ سب سے بڑا موقع ہے۔ چراغاں کرنے، جھنڈیاں لگانے اور تقریبات منعقد کرنے کا اس سے بڑا اور مقدس کوئی دوسرا موقع نہیں **وبذلک فلیفرحوا** خوشیاں منانی ہیں تو بس اسی پر مناؤ۔ جشن منانے ہیں تو اس پر مناؤ **هو خیر مما یجمعون** (یونس:۵۸) یہ اظہار مسرت ہر اس چیز سے بہتر ہے جسے لوگ جمع کرتے ہیں۔ خواہ نماز روزہ ہو، خواہ دنیا کا مال و اسباب ہو، خواہ دیگر نیکیاں ہوں۔ اس نیکی سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں کہ ہر نیکی اس کے وسیلہ سے ملی ہے۔ اسی نیکی کی برکت سے کافر تک فیضیاب ہوئے۔ مسلمان تو ان کے اپنے ہیں، وہ کیسے محروم رہ سکتے ہیں۔ ❁❁❁❁❁

ظلمتِ دہر میں نور کا دھارا ہیں حضور ﷺ

سید عبدالرحمٰن بخاری

آج کے روحانیت سوز ماحول میں جبکہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کی ہر سطح پر مادیت اور بہیمیت کے فروغ نے بالآخر انسان کی باطنی شخصیت کو بھی اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ اندرونی کشمکش اور تصادم کی شدت نے ایک ایسے ذہنی تناؤ کی شکل اختیار کرلی ہے جس کے نتیجے میں شخصیت کے مخفی جواہر نشوونما سے محروم ہوچکے اور اس کی شکست و ریخت کے مظاہر ہمیں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں اور تہذیب و تمدن کے تمام دائروں پر محیط نظر آتے ہیں۔ کھوکھلی شخصیت، پریشان ذہن، مضطرب روح، غیر متوازی کردار، مفلوج احساس اور مکدر طبیعت۔۔۔ یہ ہے عصر حاضر کے انسان کی کل کائنات۔ تمدن کی ظاہر چکا چوند۔

''چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر''

کے مصداق جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔

تہذیب مغرب کی یلغار نے اسلامی معاشرہ میں ہر طرف انتشار، انحراف، کجروی اور بے راہ روی کی ایک لہر دوڑا دی ہے اور امت مسلمہ کو ہمہ گیر زوالِ سیرت میں مبتلا کردیا ہے۔ فرد کی زندگی ناہمواریوں کا شکار اور ملت کی صفوں میں نظم و اجتماعیت کا فقدان ہے۔ عالم یہ ہے کہ

صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

یوں آج انسانیت کی اولیں اور مشترکہ ضرورت انفرادی و اجتماعی شخصیت کی تعمیر نو ہے۔

انسان کی ذات و شخصیت (جسے نفس، قلب اور روح سے تعبیر کیا جاتا ہے) کی تربیت اور تعمیر و تہذیب ہی سے انسانی زندگی تکمیل پاتی ہے۔ ذات سنور جائے تو وجود کا ہر پہلو نکھر جاتا ہے اور جب تک انسانی ذات کی گہرائیوں میں انقلاب نہ آئے ظاہری زندگی میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوسکتی۔ بقول اقبالؒ

''زندگی اپنے حوالی میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں کرسکتی جب تک کہ پہلے اس کی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب پیدا نہ ہو اور کوئی نئی دنیا خارجی وجود اختیار نہیں کرسکتی جب تک کہ اس کا وجود انسان کے ضمیر میں متشکل نہ ہو۔

تربیت انسانی اور تعمیر شخصیت کے اس مسلسل عمل میں یوں تو ایمان، عمل صالح اور اخلاق حسنہ کے علاوہ دوسرے متعدد عوامل و ذرائع اپنا کردار ادا کرتے ہیں لیکن سیرت و کردار کے کسی بھی سانچے میں ڈھلنے کے لئے اور اوصاف و اخلاق کے کسی بھی معیار کے مطابق زندگی کو سنوارنے کی خاطر ایک محسوس انسانی نمونہ عمل کی ضرورت بدیہی طور پر مسلّم ہے۔ انسان فطری طور پر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں محض زبانی تعلیم اور وعظ و تلقین کے مقابلے میں کسی پیکر محسوس کے اپنائے ہوئے اعمال و

اخلاق کو تقلید و اتباع اور پیروی کے ذریعے بہت جلد اختیار کرلیتا ہے۔ اسی لئے تعلیم و تربیت کے تمام ذرائع و اسالیب میں سب سے مؤثر ذریعہ ''تربیت بالقدوۃ'' یعنی عملی نمونہ کے ذریعہ تربیت ہے۔ نمونۂ کردار کے ذریعے تربیت ہی زندگی میں انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

چونکہ انسان اپنی ذات کو نشوونما اور عملی زندگی کی تشکیل و تعمیر میں ایک اعلیٰ معیار کمال اور پاکیزہ نمونہ سیرت کا محتاج ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آغاز انسانیت ہی سے رشد و ہدایت کے پیکر انبیاء کرام کی بعثت کا سلسلہ شروع فرمادیا۔ کوئی دور اور زمانہ ایسا نہیں گزرا جب مختلف قوموں اور علاقوں کے لئے پیغمبر نہ بھیجے گئے ہوں۔ اگر صرف زبانی احکام و ہدایات اور لکھی ہوئی تعلیمات کے ذریعے انسانی زندگی میں انقلاب برپا کیا جاسکتا تو بنی نوع انسان میں انبیاء کرام مبعوث کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

اسلام میں دین و دنیا ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں۔ لہٰذا اسلامی تہذیب و ثقافت کی بنیاد دین پر استوار ہے اور اس میں رسالت محض ایک عقیدہ ہی نہیں، قرآنی تصریحات کے مطابق اسوہ حسنہ بھی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

''فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے''۔ (الاحزاب:21)

اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ میں تربیت و تعمیر سیرت کے دو منہاج جمع ہوگئے ہیں۔

۱۔ ساکن ۲۔ متحرک

ساکن بایں معنی کہ یہ نمونہ عمل اپنی جگہ قائم و استوار ہے۔ اس کی پیروی کے ذریعے اپنی شخصیت کی تربیت کرتے ہیں اور متحرک اس طور پر کہ نبوت مجرد ابلاغ و تبلیغ کا ادارہ نہیں جیسا کہ منکرین سنت نے سمجھ رکھا ہے بلکہ انسانی وجود میں حرکی طور پر متصرف ایک انتہائی فعال قوت ہے اور اپنے فرائض منصبی یعنی دعوت و تعلیم اور تزکیہ و تربیت کے ذریعے انسانی شخصیت میں اعمال صالحہ اور اخلاق کریمانہ کی ترسیخ و تمکین کا کام انجام دے رہی ہے۔

نجات اخروی و فوز دنیوی کے لئے
وہ ایک نور کا جادہ ہیں ہر کسی کے لئے

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ

حضور خاتم النبیین ﷺ کی حیات طیبہ اسلام کی صحیح اور مکمل تصویر ہے۔ یہ ایک زندہ حقیقت ہے جو اپنے اندر انسانیت کے اخلاقی عمل و انفرادی اور اجتماعی مظاہرہ کا نہایت پاکیزگی کے ساتھ احاطہ کئے ہوئے ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت مقدسہ اپنی ظاہری و باطنی وسعتوں اور پہنائیوں کے لحاظ سے ایک فرد کی سوانح نہیں بلکہ دنیا کی عظیم ترین تہذیبی تحریک کی آئینہ دار اور پوری کائنات کے لئے مکمل اور دائمی دستور حیات ہے۔

ظلمت دہر میں بھٹکے ہوئے انساں کیلئے
از ازل تا بہ ابد نور کا دھارا وہ ہیں

حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت شریفہ کے بعد انسانیت کے لئے من کل الوجوہ ہدایت و سعادت اور فلاح و نجات کا راستہ ہمیشہ کے لئے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور اسوہ حسنہ کی اتباع میں منحصر ہوکر رہ گیا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت آفاق کی سب وسعتوں پر حاوی اور وقت کے لامتناہی تسلسل پر محیط ہے۔

کونین میں وہ ایک ہی رہبر ہے کہ جس کی
تابانیٔ نقش کف پا سب کے لئے ہے

آپ ﷺ کی ذات اقدس قیامت تک کے لئے منبع ہدایت اور سرچشمہ فکر و عمل ہے۔ اب رہتی دنیا تک جس کو جو کچھ ملے گا اسی مبداء فیض سے ملے گا۔ انفرادی و اجتماعی شخصیت کی نشوونما اور تربیت و تعمیر ذات کا ہر اسلوب اسی مرکز نبوت سے مستفاد ہوگا۔ قرب الٰہی کی نادیدہ منزلوں پر جادۂ پیمائی کا قدم اول بھی اسی نقش پا کی اتباع

میں اٹھے گا اور حاصل منزل بھی اسی درگاہ حبیب ﷺ کی باریابی ہوگی کہ بقول سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ

''مخلوق پر خدا تک رسائی کی سب راہیں مسدود ہیں بجز سیرت مصطفیٰ ﷺ کی قدم بقدم اتباع کے''۔

شاید اسی کا نام ہے توہین جستجو
منزل کی ہو تلاش ترے نقش پا کے بعد

نگاہ حقیقت شناس جانتی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی سے اپنی نسبت محبت و اطاعت کو استوار کئے بغیر دین و ایمان کی محکم پناہ گاہ میں داخل ہونا ممکن نہیں۔ آپ ﷺ کا وجود اقدس ادیان عالم میں اسلام کا مابہ الامتیاز اور مدار حقانیت ہے۔ آپ ﷺ کی تصدیق معیار ایمان، آپ ﷺ کی محبت اساس دین اور آپ ﷺ کی اتباع حاصل زیست ہے۔ حضور ﷺ سے ہٹ کر عقیدہ و ایمان اور فکر و عمل کا کوئی تصور ازروئے اسلام پیدا نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی اور سیرت طیبہ کو اللہ تعالیٰ نے برہان و حجت یعنی اثبات حقائق اور خیر و شر کے مابین امتیاز کی انتہائی محکم، ناقابل انکار اور فیصلہ کن دلیل و شہادت ٹھہرایا ہے۔

دیں وہی، دین کا عرفاں وہی، برہان بھی وہی
منزل زیست وہی، زیست کا ساماں بھی وہی

اور کیوں نہ ہو کہ آپ ﷺ اصل کائنات بھی ہیں، روح شش جہات بھی اور حاصل حیات بھی کہ اس بزم ہست و بود میں رنگ و بو اور نکہت و نور کے جتنے بھی کرشمے ہیں سب اسی حسن مجسم ﷺ کی جلوہ آرائیاں ہیں۔ عالم آب و خاک کا سارا فروغ انہیں سے ہے، گلوں میں رنگ، ستاروں میں روشنی اور بہاروں میں تازگی غرض ہر ایک حسن کے مظہر میں دلکشی انہی سے ہے۔

ہرکجا بینی جہان رنگ و بو
آنکہ از خاکش بروید جستجو
یا ز نور مصطفیٰ اورا بہاست
یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

الغرض یہ حقیقت واضح ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ دین کی بنیاد، اسلام کا آئینہ اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ زندگی الہامی ہدایت کے پاکیزہ سانچے میں مکمل طور پر تب ہی ڈھل سکتی ہے جبکہ قرآن حکیم کی نظری تعلیمات کے ساتھ اسوۂ حسنہ کے درخشندہ عملی نقوش کی بھی کامل اتباع کی جائے کہ سیرت طیبہ قرآن کی تفسیر کبیر ہی نہیں اس کا کامل ترین عملی ظہور بھی ہے۔

انہی کے نور سے روشن ہے جادۂ ہستی
انہی کی ذات کو عکسِ کتاب کہتے ہیں

اتباعِ سنت

یہ حقیقت قرآن و سنت کے نصوص، امت کے متوارث طرز عمل اور عقل سلیم کے محکم دلائل کے ذریعۂ یقین کی آخری حد تک ثابت ہوچکی ہے کہ زندگی کا ہر کمال، ہدایت و سعادت کی ہر سبیل، فلاح و نجات کا ہر راستہ محبوب خدا ﷺ کی سنت مطہرہ کی کامل اتباع میں منحصر ہے۔ مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں آپ ﷺ کی حیثیت مطاع مطلق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا کوئی راستہ بجز محمد مصطفیٰ ﷺ کے اتباع کے نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ .

''جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا''۔ (النساء:۸۰)

اطاعت کے احکام میں فرق کیا ہے
مطیعِ محمد (ﷺ) مطیعِ خدا ہے

نبی کریم ﷺ کی سنت مطہرہ کی پیروی اسلام کے تہذیبی مزاج کا داخلی عنصر ہے اس کے بغیر دین و ایمان کی شناخت اور امت مسلمہ کا جداگانہ تشخص ممکن ہی نہیں۔ اتباع سنت ہی وہ نقطہ عروج ہے جہاں پہنچ کر انسان کی شخصیت نکھرتی اور سیرت چمکتی ہے۔ یہی قربِ

خداوندی اور ارتقاءِ روحانی کا محفوظ ترین اور سہل ترین راستہ ہے۔ اسی لئے صوفیائے کرام اور اولیائے کاملین حضور ﷺ کی ایک سنت ادا کرنا سینکڑوں چِلّوں، ریاضتوں اور مجاہدوں سے بہتر سمجھتے ہیں۔ فی الواقع اتباع سنت سے بڑھ کر کوئی عبادت، کوئی نعمت اور کوئی عزت و سعادت نہیں ہوسکتی۔

چنانچہ امام غزالیؒ اور دیگر اکابرین امت نے تصریح کی ہے۔

''سعادت کی حقیقی مفتاح یہ ہے کہ حضور ﷺ کی سنت مبارکہ کے تمام پہلوؤں بشمول آپ کی زندگی کے ذاتی طرزِ عمل جیسے خوردونوش، نشست و برخاست اور گفتار و رفتار کے طرز و انداز کی مکمل پیروی کی جائے''۔

ذاتی معاملات، شخصی عادات اور انفرادی اطوار کے دائروں میں اتباع سنت کی اہمیت کئی پہلوؤں سے آشکارا ہے:

ا۔ اسلام کا اولین تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے ذاتی، معاشرتی اور روحانی تقاضوں کے مابین ایک ایسا حسین اور ہم آہنگ توازن برقرار رکھے کہ کسی بھی وقت کسی خاص عمل یا چند اعمال کی انجام میں غلو اور مبالغہ کی وجہ سے زندگی کے دوسرے تقاضے نظر انداز یا مجروح نہ ہونے پائیں۔ مسلمانوں کو بہکانے اور فتنہ میں مبتلا کرنے کے لئے ابلیس کی سب سے بڑی مؤثر اور کامیاب چال یہی ہے کہ وہ مختلف افراد کو ان کے طبعی تقاضوں اور نفسیاتی رجحانات کے مطابق چند خاص اعمال شرعیہ کی انجام دہی میں اس قدر مبالغہ اور شدت اہتمام کی طرف راغب کردیتا ہے کہ ان چند اعمال کے ادا کرنے میں تو وہ شدید مشقت برداشت کرنے میں بھی خصوصی لطف اور حظ محسوس کرتے ہیں لیکن ان کے برعکس نوعیت کے اتنے ہی اہم بلکہ کہیں زیادہ ضروری احکام و اعمال کو انجام دیتے۔ ''پر طبیعت ادھر نہیں آتی'' کے مصداق گریز کرتے ہیں۔ اس تلبیس شیطانی کا علاج اسلام نے یہ کیا ہے کہ انسان کو اپنی پسند اور ذوق کے مطابق شرعی تعلیمات کو اپنانے یا نیکیوں اور عبادات میں منہمک ہوجانے کی اجازت نہیں دی بلکہ ایک مسلمان کے لئے ضروری ٹھہرایا ہے کہ وہ از اول تا آخر اپنی زندگی کو نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ سنتوں اور اخلاق و آداب کے سانچے میں ڈھالے کیونکہ آپ ﷺ کی زندگی عبادت و روحانیت، شخصی حقوق اور حسن معاشرت کے متغائیر تقاضوں میں کامل ہم آہنگی اور توازن کی اعلیٰ ترین مثال ہے اور جب تک انسان مکمل طور پر اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی کو اپنا مقصد حیات نہ بنالے اس کی زندگی کے متغائیر تقاضوں میں حقیقی توازن اور اعتدال پیدا نہیں ہوسکتا۔

پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ جسم انسانی کی عضویاتی ترکیب ایک خاص توازن، تسویہ اور تعدیل پر اٹھائی گئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ سے واضح ہے۔ جسم انسانی کے مختلف حصے توازن کے ایک عام قاعدے کے پابند ہیں اور اعضائے جسمانی کی حرکت کا ایک خاص انداز پہلے سے متعین ہے اور یہی انداز دراصل جسم کی سب سے زیادہ فطری شکل ہے۔ اس خاص ترکیب کا تقاضا ہے کہ تمام عادات و اطوار اور حرکات و سکنات کو اس فطری اصول توازن کے مطابق انجام دیا جائے۔ جسم انسانی کے جوارح کی حرکات میں توازن قائم رکھنے سے قلب انسانی پر مثبت و پاکیزہ اثرات مرتب ہوتے ہیں کیونکہ انسان کا دل اس کے تمام ظاہری اعمال اور جسمانی حرکات سے پوری طرح متاثر ہوتا ہے۔

اب یہ بات واضح ہے کہ انسانی اعمال و اطوار اور حرکات و سکنات کے بارے میں فطری انداز اور اصول و آداب صاحب شریعت کی الہامی ہدایت ہی سے حاصل ہوسکتے ہیں۔ انسان کے اپنے وہم و قیاس کا اس میں کوئی

دخل نہیں۔ حضور ﷺ کا طرز عمل اور عادات طیبہ نور نبوت اور وحی ربانی سے مستفاد ہے۔ حضور ﷺ نے معاملات و عادات کے بارے میں دو متبادل طریقوں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے کر اختیار فرمایا تو صاف ظاہر ہے کہ یہ عین منشائے ربانی اور تقاضائے فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ پس ہمارے لئے اپنی ذاتی زندگی، جسمانی حرکات و سکنات اور عادات و اطوار میں کامل فطری الہامی توازن برقرار رکھنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ اپنی روزمرہ زندگی کے تمام امور میں سنت مصطفیٰ ﷺ کی پوری پوری اتباع کریں۔ یہی ایک راستہ ہے جس پر چل کر انسان اپنی جسمانی، معاشرتی اور روحانی خصوصیات کے مابین صحیح توازن قائم کرسکتا ہے اور بیک وقت زندگی کے تمام متغائیر تقاضوں کی تکمیل کرسکتا ہے۔

۲۔ اتباع سنت ہی کی برکت سے اجتماعی زندگی میں نظم و ضبط اور معاشرتی خیر و فلاح کا تصور ابھرتا ہے۔ افراد معاشرہ کے فکر و عمل اور کردار و اخلاق میں یکسانیت اور ہم آہنگی مفقود ہو تو معاشرتی ربط و ضبط، اتحاد و یکجہتی اور سماجی استحکام پیدا نہیں ہوسکتا۔ اب یہ بات صاف طور پر عیاں ہے کہ افراد معاشرہ ہی فکر و عمل اور عادات و اطوار کی یکساں اتباع سنت کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر ہر شخص پر ایک ہی نمونہ عمل و معیار کمال کی اتباع لازم نہ ہو تو ہر فرد اپنے جداگانہ مزاج و طبیعت اور آزادی و اختیار کے بل بوتے پر دوسروں سے مختلف اعمال و اطوار کو اپنا لے گا جس سے فکر و عمل کا افتراق جنم لے گا۔ یوں سنت نبویؐ کے التزام سے افراد معاشرہ کے رویوں میں اتحاد و یکجہتی، یکسانیت اور توازن و اعتدال پیدا ہوتا ہے۔ اسی سے معاشرتی نظم و ضبط ابھرتا اور سماجی اتحاد پروان چڑھتا ہے۔

۳۔ اتباع سنت کی اہمیت و افادیت کا تیسرا بنیادی پہلو یہ ہے کہ جب ایک شخص اپنے روزمرہ معاملات زندگی میں سنت نبوی کو ہر قدم پر ملحوظ رکھے گا تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ عمل و اقدام کی ہر ہر صورت میں اپنے ہر معاملے میں آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ اور سیرت طیبہ کے غور و خوض، فکر و تدبر اور شعور و ادراک کا محکم ربط و تعلق قائم کرلے گا۔ اس طرح ایک تو فکر و عمل، کردار و اخلاق اور عادات و اطوار کے تمام مراحل میں ذہنی ارتکاز، قلبی یکسوئی اور روحانی توجہ قائم رہے گی۔ اس سے شخصیت میں داخلی استحکام اور سکون و اطمینان ابھرے گا اپنے روزمرہ معاملات کے چھوٹے چھوٹے امور پر سنت نبویؐ کا پہرہ بٹھادینے سے اور اپنے اعمال کے مسلسل محاسبہ، پیہم نگرانی اور ضبط و انقیاد کی بندشوں سے انسان کے ذہن و دماغ اور فکر و شعور ہمیشہ بیدار رہیں گے اس لئے انسان کی ذہنی و جسمانی کسلمندی اور غفلت و بے التفاتی کا خاتمہ ہوجائے گا۔ دوسرے اس کا سب سے بڑا فائدہ اور اثر یہ ہوگا کہ انسان پر ہر حال اور ہر کیفیت میں اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس کا شخصی اثر و نفوذ منعکس ہوگا تو اسے ہر دم زندگی، حرارت اور حرکت و عمل کی بھرپور توانائی بخشتا رہے گا۔

یوں اتباع سنت وہ عظیم ترین قوت ہے جو انسان کی فکری و روحانی تربیت، تشکیل سیرت و کردار اور تعمیر شخصیت میں ہر پہلو اور ہر اعتبار سے انتہائی فعال اور موثر کردار ادا کرتی ہے اور انسان کی ذات میں پنہاں مخفی صلاحیتوں کو نشوونما دے کر ترقی اور استحکام کے بھرپور مواقع فراہم کرتی ہے۔ پس اگر کوئی شخص پورے کا پورا دین میں داخل ہونا چاہتا ہے اور دنیاوی زندگی میں سعادت و راحت کے علاوہ اخروی زندگی میں فلاح و نجات سے ہمکنار ہونا چاہتا ہے تو اس کے لئے بجز اس کے اور کوئی صورت نہیں کہ وہ اپنی زندگی کی ایک ایک ادا کو سنت رسول ﷺ کا آئینہ دار بنالے۔

دونوں جہاں کی رفعتیں ہیں ترے انتظار میں
سرور کائنات (ﷺ) کی پیروی اختیار کر

کائناتِ انسانی کی عظیم قیادت اور پیغامِ زندگی

فتح اللہ گولن

رسول اللہ ﷺ نے انسانیت کے لئے بہت سے اصول پیش فرمائے جن میں سے کوئی بھی اصول زندگی سے متصادم یا متعارض نہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ پیش کیا۔ ان کی صحت کے بارے میں آپ ﷺ کو ذرا بھی شک و شبہ یا تردد نہ تھا۔

آپ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں عرش سے فرش، جنت سے جہنم اور پہلے انسان سے لے کر قیامت تک تقریباً ہر موضوع پر عموماً اور اپنی امت کو پیش آنے والے حالات و واقعات پر خصوصاً اتنی تفصیلی گفتگو فرمائی ہے کہ بعض اوقات اعداد و شمار اور اسماء کا تذکرہ بھی فرما دیا حتی کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ یہ سب کچھ ٹیلی ویژن کی اسکرین پر دیکھ کر بغیر کسی تشویش کے بتا رہے ہیں۔ آپ ﷺ کو اپنی ہر بات پر یقین تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سامنے کتاب مبین اور امام مبین کو کھول کر رکھ دیا تھا اور آپ کو تقدیر کے صحیفوں میں سے بہت سے امور دکھا دیئے تھے۔ جہاں سے دیکھ کر آپ ﷺ ان کی وضاحت فرما دیتے تھے، لہٰذا اتنی عظیم ہستی کے لائے ہوئے اصول و مبادی بجا طور پر ابدی نوعیت کے ہوں گے۔

پُرعزم و پُراعتماد شخصیت

ابن اسحاقؒ سے مروی ہے کہ قریش رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لئے ابو طالب کے پاس آئے۔ ابو طالب نے نبی اکرم ﷺ کو بلا کر ان سے کہا:

''یہ تمہاری قوم کے شرفا جمع ہوئے ہیں تاکہ کچھ تمہاری بات مانیں اور کچھ اپنے مطالبات منوائیں''۔

رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات پر اعتماد اور اپنے مقصد کا علم تھا چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں ان سے صرف ایک بات کہلوانا چاہتا ہوں، جس کی بدولت ان کی عرب و عجم پر حکمرانی قائم ہو جائے گی''۔

یہ سن کر وہ لوگ خوش ہو کر کہنے لگے:

''ہماری جانیں آپ پر قربان! بھلا بتایئے وہ کیا بات ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لا الہ الا اللہ کہہ دو عرب و عجم کے مالک بن جاؤ گے''۔ اور بعد میں عملاً ایسا ہی ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کسی بات پر سمجھوتہ کئے اور کسی بات سے دستبردار ہوئے بغیر پورے اعتماد کے ساتھ

☆ سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر ترکی کے ممتاز سکالر محترم محمد فتح اللہ گولن کی کتاب ''نورِ سرمدی'' سے ماخوذ

اپنے پروردگار کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی اس وقت آپ ﷺ کی بات کی تائید میں کوئی ہلکا سا اشارہ یا قرینہ بھی نہیں پایا جاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے لوگوں کو اعتماد میں لینے کے لئے قائد و راہنما کا خود پر اعتماد ہونا ضروری ہے۔

حاکم نے مستدرک میں عدی بن حاتم کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ عدی، حاتم طائی کے بیٹے تھے، جس کی جود و سخا کا عرب کی تاریخ میں شہرہ تھا۔ عدی بن حاتم اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ جب ان کی نبی اکرم ﷺ سے ملاقات ہوئی تو وہ کچھ متذبذب سے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

''شاید تمہیں قبول اسلام سے یہ چیز مانع ہے کہ تم میرے اردگرد غریب لوگوں کا جھرمٹ دیکھتے ہو اور دیکھتے ہو کہ لوگ ہمارے خلاف متحد ہیں''۔۔۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم نے حیرہ شہر دیکھا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''دیکھا تو نہیں ہے لیکن مجھے اس کے محل وقوع کا علم ہے''۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ایک پردہ نشین عورت بغیر کسی ہم سفر کے حیرہ سے چلے گی اور بیت اللہ کا طواف کرے گی نیز کسریٰ کے خزانے ہمارے لئے کھل جائیں گے''۔۔۔ میں نے عرض کی: ''کیا آپ کی مراد کسریٰ بن ہرمز سے ہے۔۔۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، کسریٰ بن ہرمز ہی مراد ہے۔۔۔ اور عنقریب آدمی کو اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کے لئے فقیر نہیں ملے گا''۔

عدی بن حاتم فرماتے ہیں: چنانچہ میں نے پردہ نشین خاتون کو سفر کرتے ہوئے دیکھا ہے اور میں بقسم کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے سچے فرمان کے نتیجے میں کسریٰ کے خزانے بھی ضرور فتح ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ اس قدر اعتماد کے ساتھ اپنے صحابہ اور اپنے اردگرد موجود لوگوں سے گفتگو فرماتے تھے کہ کسی کے دل میں آپ ﷺ کے ارشادات کے بارے میں ذرہ برابر بھی شک و شبہ پیدا نہیں ہوتا تھا اور وقت آنے پر زمانہ بھی آپ ﷺ کے ارشادات کی تائید کرتا تھا۔

قائد اور انسانی پہلو

رسول اللہ ﷺ نے اپنی پوری حیات طیبہ میں کبھی بھی انسانی پہلو کو نظر انداز نہیں فرمایا حتی کہ جب آپ ﷺ صحابہ کرام کو محاذ جنگ پر بھیجتے تو اس وقت بھی اعلیٰ انسانی معیارات کی پاسداری فرماتے اور آپ ﷺ سے ایسا طرز عمل ہی ممکن تھا کیونکہ قرآن کریم آپ ﷺ سے کہتا ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ. (التوبۃ:۱۲۲)

''اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سارے کے سارے مسلمان (ایک ساتھ) نکل کھڑے ہوں تو ان میں سے ہر ایک گروہ (یا قبیلہ) کی ایک جماعت کیوں نہ نکلے کہ وہ لوگ دین میں تفقُّہ (یعنی خوب فہم و بصیرت) حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو ڈرائیں جب وہ ان کی طرف پلٹ کر آئیں تاکہ وہ (گناہوں اور نافرمانی کی زندگی سے) بچیں''۔

جب اہل ایمان جہاد میں مصروف ہوں اس وقت بھی دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لئے ایک گروہ کا پیچھے رہنا ضروری ہے تاکہ وہ دینی تعلیمات کی نشر و اشاعت کرسکیں حتی کہ جہاد کے فرض عین ہونے کی صورت میں بھی علم و ثقافت کے مراکز کے دروازے مکمل طور پر کھلے رہنے چاہئیں، کیونکہ دشمن کے مسلمانوں کا ہر طرف سے گھیراؤ کر لینے کی صورت میں اگر علم و ثقافت کے تمام ادارے بند کردیئے گئے تو مادی طور پر دشمن پر فتح حاصل کر لینے کے باوجود علم و ثقافت کے میدان میں مسلمانوں کو سخت ہزیمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام ایسے ناخوشگوار حالات میں بھی لوگوں کی ایک جماعت کو علم و ثقافت کی تحصیل کے لئے پیچھے رہنے اور محاذ جنگ پر نہ

جانے کی تاکید کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مشکل ترین حالات میں بھی علمی اور ثقافتی سرگرمیوں کو جاری رکھا اور محاذ جنگ پر نہ جانے والے حضرات نے اپنے آپ کو علم و ثقافت کی تحصیل میں مصروف رکھا۔

دعوت اسلام کے ابتدائی دور میں پڑھے لکھے لوگوں کو انگلیوں پر گنا جاسکتا تھا لیکن دعوت اسلام کے آغاز کے صرف بیس سال بعد کوئی بھی ایسا آدمی نہ تھا جو لکھنے پڑھنے سے ناآشنا ہو۔ یہ سب رسول اللہ ﷺ کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔

آپ ﷺ نے کبھی بھی انسانی پہلوؤں کو نظر انداز نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ بخوبی جانتے تھے کہ فرد کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو کیسے پروان چڑھانا ہے اور امت کی کیسے درست اور صحیح تربیت کرنی ہے۔ آپ ﷺ نے خود بھی تعلیم کو رواج دیا اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے نظری اشیاء کو عملی صورت بخشی اور ایک معلم کی حیثیت سے شاگردوں کی تربیت کی، جس کے نتیجے میں آپ ﷺ نے ایک خوابیدہ و پژمردہ قوم سے علم و ایمان سے مزین معاشرہ تشکیل دیا۔

علم وفکر اور ٹیکنالوجی میں مصروف معاشرے کا انتظام معاشرے کے چند نمائندہ افراد کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ یہ نمائندگان معاشرے کی کریم ہوتے ہیں۔ اگر عمل، ثقافت اور ٹیکنالوجی کا سلسلہ جاری رہے تو معاشرے کی یہ کریم مسلسل تیار ہوتی رہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ درج ذیل مختصر مگر جامع جملے میں اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں:

کما تکونوا یولی علیکم.

’’جیسی تمہاری حالت ہوگی ویسے ہی تمہارے حکمران ہوں گے‘‘۔ (کنز العمال، الہندی، ۶/ ۸۹)

بہت سی قرآنی آیات مبارکہ انسانی پہلو کا لحاظ کرتی اور اس کا اہتمام کرنے کی دعوت و ترغیب دیتی ہیں۔ اس قسم کے تمام آیات مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام انسان کا کس قدر خیال رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (آل عمران:۱۰۴)

’’اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، اور وہی لوگ بامراد ہیں‘‘۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ.

’’تم بہترین اُمّت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کے لیے ظاہر کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو‘‘۔ (آل عمران:۱۱۰)

یہ اور اس قسم کی دیگر آیات انسان اور علم پر زور دینے کے حوالے سے بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ اسلام نے انسانی دل، روح، احساسات، جذبات اور فکر کو بڑے متوازن انداز میں زیر بحث لاکر انہیں انسانی تخلیق کے ہدف کی سمت پر ڈالا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اس بارے میں بے توجہی اور بے اعتدالی کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ تمام احساسات و جذبات کو وجود کے پردوں سے ماورا دیکھنے کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی پوری حیات طیبہ میں اس بارے میں کبھی غفلت نہیں برتی۔ کسی بھی مرشد کے لئے یہ بات انتہائی اہم ہے۔

کتنے ہی مرشد حضرات انسانی پہلوؤں اور دستیاب صلاحیتوں سے فائدہ نہ اٹھا سکنے کی وجہ سے ناکامی سے دوچار ہوئے اور کامیابی کی دہلیز پر پہنچ کر بھی لغزش سے محفوظ نہ رہ سکے۔ جو لوگ نوجوانوں کے مظاہروں سے شاہراہوں کو بھر دیتے ہیں وہ صرف ان کے جذبات کو اپنی توجہ کا مرکز بناتے اور ان سے کھیلتے ہیں، حالانکہ دوام و

تسلسل کے متقاضی امور میں صرف جذبات پر توجہ دینا مفید ثابت نہیں ہوتا، نیز رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے احساسات و جذبات برانگیختہ کرکے انہیں اپنے پیچھے لگانے کا کبھی نہیں سوچا کیونکہ جو لوگ کسی ایک جذبے کے تحت جمع ہوتے ہیں وہ کسی دوسرے جذبے کے تحت آدمی کا ساتھ چھوڑ کر اسے تنہا بھی کرسکتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے مشکل اور سنگین ترین حالات میں بھی آپ ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا بلکہ وہ آپ ﷺ پر اپنی جانیں نچھاور کرتے اور آپ ﷺ کی دعوت کی خاطر موت کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے تھے۔

کسی بھی شہر کی رونقیں وہاں کے انسانوں کے باعث ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی کچھ کرکے دکھایا۔ اطراف عالم میں آپ ﷺ کے بھیجے ہوئے افراد نے نہ صرف مدارس اور علم کے مراکز قائم کئے بلکہ سلطنتوں اور قوموں کا نظام چلانے میں بھی اپنی صلاحیتوں اور مہارتوں کا لوہا منوایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے صحابہ اور پیروکاروں کی تربیت میں بھرپور کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

قائد اور مناسب مقام پر صلاحیتوں کا استعمال

رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ اور پیروکاروں کی صلاحیتوں سے کماحقہ کام لیا اور ان میں سے ہر ایک کو اس کے مناسب حال کام سونپا۔ آپ ﷺ کا کسی کو کوئی ذمہ داری سونپنا اس بات کی دلیل ہوتا تھا کہ وہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے مناسب ترین فرد ہے۔ آپ ﷺ کے احکامات اس بات کے شاہد ہیں، حتی کہ اگر آپ ﷺ کی نبوت کی کوئی اور دلیل نہ بھی ہوتی تو آپ ﷺ کا افراد کی صلاحیتوں کا ادراک کرنا، ان میں سے ہر ایک سے صحیح اور مناسب موقع پر کام لینا، ان کی قابلیتوں اور صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے ان میں سے ہر ایک کو اس کے مناسب حال کام سونپنا اور اس بارے میں کبھی غلطی کا شکار نہ ہونا یعنی تاحیات انہیں وہ ذمہ داری سونپے رکھنا، سوائے ان چند لوگوں کے جنہیں آپ ﷺ نے تالیف قلب یا ان کی نفسیاتی کیفیت کی رعایت کی بنا پر کوئی ذمہ داری سونپی، رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی مستقل دلیل ہے، جس کے نتیجے میں ہم آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اسلام کے ابتدائی ایام مصائب و آلام اور سخت حالات سے عبارت تھے۔ پانچ چھ سال کے عرصے میں مسلمانوں کی تعداد صرف چالیس تک پہنچی تھی۔ اس دور میں جان خطرے میں ڈالے بغیر دین کے بارے میں گفتگو کرنا ممکن نہ تھا حتی کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ جیسی شخصیت کو کئی بار اتنا مارا گیا کہ آپ پر بے ہوشی طاری ہوجاتی اور حضرت عمر بن خطابؓ جیسے طاقتور اور زبردست انسان جو اونٹ کو بھی پچھاڑ دیتے تھے کو کئی بار مارا اور روندھا گیا۔ (ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۱/۲۳۴) (ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۳/۲۰۱)

جب ان حضرات جیسے معروف لوگوں پر اس قدر ظلم وستم ڈھایا گیا تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا۔

ایسے تاریک اور مایوس کن ماحول میں رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک کے ساتھ مخصوص طرز عمل اختیار فرمایا۔ مثلاً آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور عمرؓ کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ یہ لوگ مکہ کی مشکلات کو برداشت کرسکتے تھے۔ نیز حضرت علیؓ اور زبیرؓ کو ان کی کم عمری کی وجہ سے ہجرت حبشہ کے لئے نہیں کہا۔ دوسری طرف حضرت عثمانؓ جسمانی لحاظ سے کمزور تھے اور ان کے لئے مکہ کا سخت مخالفانہ ماحول برداشت کرنا مشکل تھا، نیز وہ حبشہ میں مسلمانوں کی بہتر نگہداشت کرسکتے تھے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ ذمہ داری سونپ کر حبشہ کی طرف روانہ فرمادیا۔ (ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۱/۲۴۴)

رسول اللہ ﷺ اپنی جمعیت کے افراد کو بخوبی جانتے تھے بلکہ انہیں خود ان سے بھی زیادہ جانتے تھے۔ آپ ﷺ نے کسی فرد کو کوئی ذمہ داری سونپنے میں کبھی غلطی نہیں کی۔ رسول اللہ ﷺ اپنے پیروکاروں کو اس سے زیادہ جانتے تھے جتنا کہ ہم اپنی اولاد کو جانتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے دل میں ہر انسان کا ایک خاص مقام تھا اور یہ واقفیت صحابہ کرام کو ایسی ذمہ داریاں سونپنے کے لئے ناگزیر تھی، جنہیں وہ بحسن وخوبی سرانجام دے سکیں۔

کیا تاریخ میں کوئی اور ایسا قائد گزرا ہے، جسے اپنی جماعت اور پیروکاروں کا اس قدر علم ہو۔ میرے خیال میں اس کا جواب نفی میں ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف قائد اور راہنما ہی نہ تھے بلکہ نبی بھی تھے۔ ہماری ساری گفتگو کا محور آپ ﷺ کی نبوت ہی ہے۔

نور وحی سے منور فراست کے مالک

کسی بھی راہنما کا اپنی جماعت اور پیروکاروں کا اعتماد حاصل کرنا اس کے اپنی شخصیت کے تمام پہلوؤں سے ان میں مقبول و پسندیدہ اور ان کی نظروں میں ایک قابل اعتماد شخصیت ہونے پر موقوف ہوتا ہے، جو اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ اپنے پیروکاروں کی تمام مشکلات خواہ وہ انفرادی ہوں یا خاندانی، معاشرتی ہوں یا معاشی وسیاسی کو حل کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ راہنما کو ان مشکلات کے حل کرنے میں جس قدر کامیابی حاصل ہوگی اس کے پیروکاروں میں اس کی مقبولیت، محبت اور عزت و احترام کا گراف اسی قدر بلند ہوگا اور وہ ایک ابدی رمز بن جائے گا۔ رسول خدا محمد ﷺ انسانیت کے ایک ایسے ہی راہنما تھے۔ انسانی مشکلات کو حل کرنے میں آپ ﷺ کا کوئی ثانی نہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے انسانی ارادے کی آزادی کو قابل لحاظ و احترام سمجھتے ہوئے دباؤ، دہشت اور طاقت کو استعمال کئے بغیر انتہائی سہولت و آسانی کے ساتھ تمام مشکلات و مسائل کا حل پیش کیا اور اگر آپ ﷺ کے مافوق الفطرت حالات اور بہت سے معجزات سے صرف نظر بھی کرلیا جائے تب بھی یہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی دلیل ہے۔ آپ ﷺ اول و آخر رسول تھے، ورنہ ان تمام مشکلات کو دور کرنا کیسے ممکن تھا؟ حالانکہ آپ ﷺ اجڈ پن، گمراہی، سرکشی اور تاریکی میں ڈوبے ہوئے ایک ایسے معاشرے میں پروان چڑھے تھے جہاں لوگ معمولی سی بات پر مشکلات کھڑی کردیتے اور خون ریز جنگیں شروع کرکے فتنوں کی آگ بھڑکادیتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے معاشرے کی اصلاح کی ذمہ داری آپ ﷺ کے کندھوں پر ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ. (الحشر:۲۱)

’’اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو (اے مخاطب!) تو اسے دیکھتا کہ وہ اللہ کے خوف سے جھک جاتا، پھٹ کر پاش پاش ہوجاتا‘‘۔

اس آیت مبارکہ سے پتا چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کندھوں پر ڈالی جانے والی یہ ذمہ داری اس قدر گراں بار تھی کہ اگر پہاڑوں کو سونپی جاتی تو وہ اس کے وزن سے پھٹ پڑتے۔ گمراہی میں مبتلا اس اجڈ اور پس ماندہ معاشرے میں اس ذمہ داری کو ادا کرنا اور بھی دشوار تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک کرکے اس معاشرے کی مشکلات کو حل کیا اور اس کی الجھنوں کو سلجھا کر اسے اطمینان اور سلامتی کے ساحل تک پہنچایا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس گئے گزرے معاشرے سے اطمینان وسکون کا حامل ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جسے ’’مثالی شہر‘‘ پر لکھی جانے والی کتابوں مثلاً افلاطون (Platon) کی ’’جمہوریت‘‘ تھامس مور (Thomas Moor) کی اٹوپیا اور کمپانیلا (Companeela) کی ’’The City of the

sun'' میں ہی دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ کتابیں رسول اللہ ﷺ کے تشکیل کردہ معاشرے جیسے معاشرے کی جستجو اور شوق کے نتیجے میں وجود میں آئیں۔ ہمیں ان لوگوں کو خیالات کی دنیا میں سرگرداں چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھنا چاہئے، جنہوں نے صدیوں پیشتر ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جو ان مثالی اور خیالی معاشروں میں پائے جانے والے منفی پہلوؤں سے بھی خالی تھا اور اسے بعد میں آنے والوں کی راہنمائی کے لئے آسمان میں درخشاں ستاروں کی مانند مثالی معاشرے کے طور پر پیش کیا۔ جو شخص بھی اس سے راہنمائی لیتا ہے، وہ حق تک پہنچ کر اپنے دل کو اطمینان وسکون سے لبریز کرلیتا ہے۔ دور حاضر میں اس حقیقت کا واضح طور پر مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے خیال میں صحابہ کرام کا معاشرہ صحیح معنوں میں حقیقی اور واقعی تھا۔ مستقبل میں ہمارا نصب العین ایسے ہی نورانی معاشرے کی طرف پیش قدمی کرنا ہے۔

اگر رسول اللہ ﷺ اس دور کے انسان کی تمام مشکلات ومسائل کو حل نہ فرماتے تو کیا انسانیت کے لئے باعث فخر صحابہ کرام کا ظہور ممکن ہوتا؟ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے لیکن کیا رسول اللہ ﷺ ان تمام مشکلات کو محض اپنی عقل کی مدد سے حل فرمایا کرتے تھے؟ ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوی فراست عطا فرمائی تھی جو وحی کی روشنی سے منور تھی اور جس کے ذریعے آپ ﷺ نے انتہائی آسانی کے ساتھ تمام مشکلات کو دور فرمادیا۔ یہ آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔

مشاورت

رسول اللہ ﷺ پیش آمدہ بعض مشکلات کو مشاورت کے ذریعے حل فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ ﷺ کو کسی سے مشاورت کی ضرورت نہ تھی لیکن آپ ﷺ شوریٰ کے معاملے کو ایک اہم اصول کی حیثیت سے راسخ کرنا چاہتے تھے، کیونکہ آپ ﷺ کے بعد امت مسلمہ کے نمائندوں کو باہمی مشاورت کی ضرورت پڑنے والی تھی، ورنہ آپ ﷺ کو تو تائید الٰہی حاصل تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کسی بھی معاملے میں تنہا نہیں چھوڑا تھا۔ اگر آپ ﷺ بیمار پڑتے تو اس کا علاج الہام خداوندی کے ذریعے آپ کو القا کردیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ کا عالم ملکوت کے ساتھ گہرا تعلق تھا، لیکن اس کے باوجود آپ باہمی مشورے کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کی فراست کا ایک اور پہلو ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد صدیوں تک شوریٰ کو نظام سلطنت کے چلانے میں مرکزی حیثیت رہی ہے۔ چونکہ اسلام میں اداراتی نظام کی بنیاد شوری پر ہے، اس میں لچک اور وسعت پائی جاتی ہے اور وہ اپنی عالمگیریت کے سبب کئی زمانوں پر محیط ہوسکتا ہے، اس لئے وہ زمانے کی حدود پھلانگ کر دور حاضر تک پہنچ گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ ہر کسی سے مشاورت فرماتے اور اس کی رائے لیتے کیونکہ آپ ﷺ معاشرے میں شوریٰ کے نظام کو زیادہ سے زیادہ عام کرنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مشاورت کرنے والا پشیمان نہیں ہوتا''۔
(الہیثمی، مجمع الزوائد، ۲/۲۸۰)

رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں اتفاق کی روح اجاگر کرنے کے لئے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے صحابہ سے مشاورت فرماتے، اپنی رائے گرامی کا وسیع پیمانے پر اظہار فرما کر اسے ٹھوس دلائل سے ثابت فرماتے اور پھر اپنی اس رائے کو اپنے تمام صحابہ کے احساسات اور مشاعر کے سامنے امانت کی حیثیت سے رکھ دیتے۔ مشاورت آپ ﷺ کی ایک اہم غایت تھی۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی اس راہنمائی کے ساتھ ساتھ کسی بھی اہم معاملے میں فکر و احساس کی سطح پر اشتراک پیدا کرنے کے

لئے اپنے صحابہ کے ساتھ مشاورت فرماتے رہتے حالانکہ کسی بھی صحابی کے لئے آپ ﷺ کی مخالفت یا حکم عدولی کرنے کی گنجائش نہ تھی کیونکہ وہ آپ ﷺ کی اطاعت اختیار کرنے کا عہد و پیمان کر چکے تھے۔

رسول اللہ ﷺ اس لئے بھی مشاورت فرماتے تھے تاکہ تمام مسلمان آپ ﷺ کی دعوت کے علمبردار بن جائیں، چنانچہ ہر ایک اپنی استطاعت کی بقدر آپ ﷺ کی مدد کے لئے لپکتا، اس دعوت کا علمبردار بننے کو اپنا مقصد حیات سمجھتا اور اس کی خاطر شہادت کو اپنی سب سے بڑی خواہش قرار دیتا۔

آپ ﷺ نے عمر بھر یہ طرزِ عمل اختیار کئے رکھا اور مشاورت کے ذریعے مشکل ترین مسائل کو حل فرمایا۔ آپ ﷺ نے عقل اور فکر کا احترام کرنا سکھایا ہے۔ جس طرح عقل کے وجود یعنی غور و فکر اور عقلی مقدمات قائم کرنے میں حکمت ہے، اسی طرح انسانی فکر کے وجود میں بھی حکمت ہے کہ اس فکر کی طرف نہ صرف وحی پر مبنی دعوتیں، بلکہ وحی سے منسلک ہستیاں بھی رجوع کرتی ہیں کہ ان کی توجیہ اسی فکر کے ذریعے ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس شخص میں عقل نہ ہو وہ ہماری شریعت میں مکلّف نہیں کہلاتا۔ اس بات کو ہمارے دین کی ایک اہم اساس کا درجہ حاصل ہے۔

وحدتِ فکر و عمل

رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کا ایک اہم پہلو وحدت فکر و عمل ہے۔ آپ ﷺ نے جس ہدف تک پہنچانا چاہا اس کی طرف چل پڑے اور جو بھی فکر پیش کی اسے عملی جامہ پہنا کر دکھایا۔ اسی طرح آپ ﷺ کے پیروکاروں نے بغیر کسی تردد، اضطراب اور حیرت کے آپ ﷺ کے ہر ارشاد کو عملی زندگی میں اپنایا۔

جب انسان ان مسائل و مشکلات کا جائزہ لیتا ہے، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے حل فرمایا تھا، تو وہ ساری کائنات پر محیط قوت کو آپ ﷺ کی پشت پناہ کی حیثیت سے دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پہاڑوں جیسے اس بوجھل امانت اور پیغام کو اتنے عمدہ طریقے سے ادا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دست قدرت نے آپ ﷺ کی حفاظت و حمایت اور نگہبانی کی ذمہ داری اٹھا رکھی ہے اور بزبان حال کہہ رہا ہے:

''آپ ﷺ میرے بھیجے ہوئے رسول ہیں''۔

جس کے نتیجے میں ہم حالت وجد میں بے اختیار پکار اٹھتے ہیں:

محمد رسول الله'' ''محمد اللہ کے رسول ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ تیزی سے فیصلے فرماتے اور انتہائی کم وقت میں موضوع کے تمام پہلوؤں کا احاطہ فرمالیتے۔ آپ ﷺ جو کام بھی شروع فرماتے اسے کامیابی سے پورا فرماتے۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اس بات کی شاہد ہے کہ آپ ﷺ کا کوئی بھی فیصلہ یا طرز عمل ایسا نہ تھا کہ بعد میں آپ ﷺ کو اس کے نقص کو دور کرنے یا اس کے انحراف کو درست کرنے کی ضرورت پیش آئی ہو بلکہ بعض ایسے امور جو دوسروں کو ابتدا میں ہزیمت دکھائی دیتے تھے، آپ ﷺ نے انہیں بھی فتح میں بدل دیا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں شکست بھی کامیابی میں بدل جاتی، گویا آپ ﷺ چیزوں کی فطرت کو بدل کر انہیں نیا رخ اور جہت عطا فرماتے۔

کامیاب قائد کے اوصاف

رسول اللہ ﷺ کی فراست کا یہ اہم پہلو تھا کہ آپ ہر قسم کی مشکلات کا حل اتنی آسانی سے تلاش کر لیتے تھے جیسے کوئی مکھن سے بال نکال لے۔ یہ آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کی دلیل ہے۔ ذیل میں ہم بعض ان اہم اوصاف کا تذکرہ کریں گے جن کا ہر کامیاب منتظم اور راہنما میں پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔

۱۔ قائد کا پیغام اس کی عملی زندگی سے متصادم نہ ہو۔ وہ اپنی دعوت پر سختی سے کاربند ہو اور اس بات پر یقین رکھتا ہو کہ اس کی دعوت حال و مستقبل کے لئے مناسب ہے۔ جس طرح کوئی بھی انسان اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوئے واقعے کو پورے وثوق اور تفصیل سے بیان کرسکتا ہے اور اسے اپنی شہادت کے جھٹلائے جانے کا اندیشہ نہیں ہوتا کیونکہ اسے اپنی ذات پر اعتماد اور اپنی بات پر اطمینان ہوتا ہے، اسی طرح قائد اور راہنما کو اپنے پیغام کی صحت اور حقانیت پر اتنا ہی اعتماد و یقین ہونا چاہئے، نیز صرف اعتماد کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا پیغام اس کی زندگی سے متصادم نہ ہو یعنی اس کی زندگی کی گاڑی اس کے مطابق چلتی ہو۔

۲۔ راہنما پر لازم ہے کہ وہ اپنی کوششوں کو افراد سازی پر مرکوز کرے۔ ہمیشہ انسانیت کو مقدم رکھے اور تعلیم و تربیت کو اپنے ہاں اہم مقام دے۔

۳۔ راہنما کو اپنی جماعت کے تمام افراد سے بخوبی واقف ہونا چاہئے اور لوگوں کو کوئی ذمہ داری سونپنے سے پہلے اسے ان کے کام کرنے کی صلاحیت سے آگاہ ہونا چاہئے اور ایسے انداز سے اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانا چاہئے کہ اس کے لائحہ عمل سے معاشرے کے افراد کو کوئی مشکل پیش آئے اور نہ ہی متحرک و سرگرم افراد کو دقت ہو۔

۴۔ راہنما کو اپنے پیروکاروں کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ یہ مشکلات انفرادی بھی ہوسکتی ہیں اور خاندانی بھی، انتظامی بھی ہوسکتی ہیں اور قانونی بھی، معاشی بھی ہوسکتی ہیں اور معاشرتی بھی۔ غرض راہنما میں ہر قسم کی مشکلات کو حل کرنے کی اہلیت ہونی چاہئے۔

۵۔ قائد کی تعلیمات و ہدایات قابل عمل ہونی چاہئیں۔ کامیاب راہنما ہمیشہ ناقابل عمل خیالی تعلیمات اور تجاویز سے اجتناب کرتا ہے۔ قائد کو زمانہ حال کے واقعات و موضوعات کو ماضی کی روشنی میں سمجھنا چاہئے اور زمانہ حال میں مستقبل کے بارے میں اندازہ لگا کر اپنے منصوبوں کو دور اندیشی کے ساتھ عملی جامہ پہنانا چاہئے تاکہ حال کے منصوبوں پر مستقبل میں کام کرنے میں رکاوٹ پیش نہ آئے، ورنہ اس کے حال و مستقبل کے منصوبوں میں تصادم پیدا ہوجائے گا اور ایک کے نتائج دوسرے کے خلاف نکلیں گے۔ اس لئے حقیقی راہنما کے لئے ضروری ہے کہ وہ موجودہ دور میں پیش آنے والے معاشرتی واقعات کی مستقبل میں پیش آنے والی صورتوں سے واقف ہو تاکہ مستقبل کی کوئی ناگہانی صورت حال اس کے کاموں اور منصوبوں پر پانی نہ پھیر دے۔

۶۔ قائد کے حقیقی اور غیر خیالی اصولوں کو فرسودہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ ان کی تر و تازگی اور فعالیت ہمیشہ برقرار رہنی چاہئے تاکہ کسی بھی دور کا انسان انہیں اپنائے تو وہ ان میں اپنی مشکلات کا حل ایسے ہی پائے جیسے وہ آب حیات نوش جاں کررہا ہو۔ ایسے اصول زمانے کے لئے ناقابل شکست ہوتے ہیں، زمانے کے بدلنے سے ان میں کوئی تبدیلی نہیں آتی بلکہ ہر گزرتے دن ان کی قوت و فعالیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ قائد اپنی تعلیمات و تجاویز کو سب سے بہتر انداز میں عملی جامہ پہناتا ہے۔ وہ ان کے مطابق زندگی بسر کرتے ہوئے چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی ان کی رعایت کرتا ہے۔

جب ہم کامیاب قیادت کے لئے شرائط کی حیثیت رکھنے والے مذکورہ بالا اصول و مبادی کا مطالعہ و مشاہدہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی تاریخ جس میں انبیائے کرام بھی شامل ہیں کے سب سے بڑے راہنما محمد ﷺ تھے۔ آپ ﷺ اتنے اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ کسی بھی انسان کے لئے کامیاب قیادت کے تمام اصول و مبادی کو عملی جامہ پہنانے کی اس حد تک پہنچنا ممکن نہیں۔

❁❁❁❁❁

نازاں ہے جس پہ حُسن، وہ حُسنِ رسول ﷺ ہے

منیر احمد ملک ۔ معاون ناظم تربیت

کریم آقا ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی تمنا لئے عشاق کے جذبات کی ترجمان خوبصورت تحریر

حضور ﷺ کی صورت و سیرت کو بیاں کرنے کے لئے جبریل امین علیہ السلام کی زباں اور سننے کے لئے صدیق اکبرؓ کا دل چاہیے۔ آپ ﷺ کے حسن سراپا کو کس چیز سے تشبیہ دوں؟

چاند کو آپ ﷺ کے رخ انور سے نسبت دوں تو وہ بھی ڈوب جاتا ہے۔۔۔ سورج کو آپ ﷺ کی پیشانی سے تشبیہ دوں تو وہ بھی شفق کی سرخیوں میں معدوم ہو جاتا ہے۔۔۔ ستاروں کو آپ ﷺ کے دندان مبارک سے نسبت دوں تو وہ بھی ماند پڑ جاتے ہیں۔۔۔ شب تار کو آپ ﷺ کی زلفوں سے تشبیہ دوں تو وہ بھی ڈھل جاتی ہے۔۔۔ ادھ کھلے غنچوں کو آپ ﷺ کے ہونٹوں سے نسبت دوں تو وہ بھی مرجھا جاتے ہیں۔۔۔ پھولوں کی خوشبو کو آپ ﷺ کے پسینے سے تشبیہ دوں تو وہ بھی اڑ جاتی ہے۔۔۔ عالم حیراں میں ہوں کہ کیا کہوں؟۔۔۔

منہ چھوٹا ہے اور بات بڑی بول رہا ہوں
تعریفِ محمد ﷺ میں زباں کھول رہا ہوں
میں کھول کے لفظوں کے صدف نوکِ قلم سے
نازاں ہوں سعادت کے گہر گھول رہا ہوں

بخدا میری چشم تصور میں اتنی وسعت اور میری زباں میں اتنی طاقت کہاں کہ میں آپ ﷺ کے حسن سراپا کی تصویر کھینچ سکوں۔۔۔ پھر بھی جن آنکھوں نے آپ ﷺ کے جمال جہاں آرا کو دیکھا ان کی زبان سے آپ ﷺ کے حسن کی ایک جھلک پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔۔۔

حضرت جابرؓ بن سمرہ فرماتے ہیں:

''سبزہ و گل پہ چاندنی چٹکی ہوئی تھی۔ ادھر آکاش پہ چودھویں کا چاند اور ادھر سرزمین طیبہ پہ مدینہ کا بدر منیر جلوہ گر تھا۔۔۔ میں ایک نظر چاند پہ ڈالتا اور ایک نظر اپنے محبوب ﷺ کے رخ انور پہ۔۔۔ بخدا میرے محبوب ﷺ کا چہرہ چاند سے زیادہ حسین تھا''۔

(ترمذی، السنن، باب ماجاء فی الرخصة، ۵، ۱۱۸، رقم: ۲۸۱۱)

شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے محبت بھرے الفاظ میں

اے چاند! تو میرے محبوب ﷺ کے مدمقابل ہے، میں تجھے چیلنج کرتا ہوں کہ تو چودھویں رات کا جو چاہے سنگھار کرلے۔ ساری کائنات کا حسن اپنے دامن میں سمیٹ لے پھر بھی تو میرے محبوب ﷺ کے حسن کی ایک جھلک کی بھی برابری نہیں کرسکتا۔ سامنے جس کے چاند بھی ماند پڑ جائے۔۔۔ اس قدر کون خوبصورت ہے۔

لکھ وار جے مہتابا بن جڑ کے پیا ابھریں
توں حسنِ دو عالم دا شہکار نئیں بن سکدا
جلوے تیڈے شرمانون ڈینھ رات توڑے سمجھ کوں
لیکن رخ احمد ﷺ جیہاں ہک وار نئیں بن سکدا

محویت کے عالم میں مسجد نبوی میں حضور ﷺ پہ خامشی نثار ہورہی تھی کہ اتنے میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں ایک جاں نثار سیدنا صدیق اکبرؓ حاضر ہوئے، جن کی تفسیرِ زندگی (صدیق کے لئے خدا کا رسول ﷺ بس) نے انہیں مہر و وفا کی تاریخ میں زندہ جاوید بنا دیا۔ محبت بارگاہ محبوب ﷺ میں لب کشا ہوئی کہ یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی زندگی میں کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو اتنا خوبصورت اور اتنا پروقار ہو جیسے کہ آپ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کی شفقت گوہر بار ہوئی کہ اے ابوبکرؓ! میری صورت تو ایک شفاف آئینہ ہے جس میں لوگ اپنی ہی صورت کا عکس دیکھ لیتے ہیں۔ جو لوگ حسن کی دولت سے مالا مال ہیں انہیں میری صورت حسین معلوم ہوتی ہے''۔

ے ہے میرے لفظ لفظ میں گر حسن و دلکشی
اس کا یہ راز ہے مرا معیار آپ ﷺ ہیں

حُسن کیا ہے؟

نگاہ دیدہ ور کا سوال ہے کہ حُسن کیا ہے۔۔۔؟

اس کا جواب یہ ہے کہ چند اجزاء کا اس طرح متناسب ہونا کہ انسان کی نگاہ اس میں کوئی نقص تلاش نہ کرسکے، یہ حُسن ہے۔ کسی فرد کے نقوش و اعضا متناسب ہوں تو اس کا ظاہر حسین۔۔۔ عمل میں متناسب ہو تو عمل حسیں۔۔۔ فکر طیب ہو تو افکار حسیں۔۔۔ لیکن جب یہ سب اجزاء باہم مل جائیں تو یقیناً مکمل پیکر حسیں ہوجائے گا۔۔۔

ے تیرا ﷺ جمال جاوداں تیرا کمال لازوال
تیرا ﷺ وجود بے مثال دستِ خدا کا شاہکار

اسی لئے مجھے یہ کہنے میں ہرگز باک نہیں کہ لاریب میرے محبوبِ انس و جاں مکمل پیکرِ جمیل تھے، جمالِ قدرت کے لئے یہی تو وہ شاہکار تھے کہ

نازاں ہے جس پہ حُسن وہ حُسنِ رسول ہے

کیا اور کس طرح نذر کروں!

یہ آرزو ہے دل کی کہ بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں حاضر ہوتے وقت جتنے آنسوؤں کے قلزم بہہ چکے ہیں ان کو محبت کی زباں دے کر اس حُسن کو نذر کروں، جس پہ حُسن بھی نازاں ہے۔ بارگاہ محبوب ﷺ میں مشتاقانِ جمال کی باریابی کے خوش بخت لمحوں کی خیرات لے کر حاضری کا اذن طلب کروں۔۔۔ میں اس امر سے بے خبر نہیں کہ آپ ﷺ کی الفت کے بازار میں مَیں بنتِ نیل کی طرح سوت کی چند تاریں لے کر حاضر ہو رہا ہوں۔۔۔ لیکن یہ امید غالب ہے کہ عقیدت کے چند پھول اور ارادت کی خوش رنگ کلیوں کو اپنی محبت کا بدن پہنا کر آپ ﷺ کے حضور حاضری کا اذن مانگا تو یاسیت میرا مقدر نہیں بنے گی۔

وہ احساسات و جذبات جنہیں زباں سے کہنا ممکن نہ ہو آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات ان جذبات و عقیدت کی زبان بھی سمجھتی اور دامن کو خیرات سے معمور کرنے کے لئے سائل کو مانگنے سے بھی سواء عطا کرتی ہے۔

کچھ وقت اور مقام ایسے ہوتے ہیں جہاں انسان صرف آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرسکتا ہے۔ کچھ کہنا چاہے تو آنسو زباں بن جاتے ہیں اور حال دل سناتے ہیں۔ بے زبانی محبت کی زباں بن جاتی ہے اور سوزوگداز و عجز و نیاز تو عشق کا نذرانہ ہوا کرتے ہیں۔ ان آنسوؤں کے پردے میں جو سوز ہے وہ آپ ﷺ سے پوشیدہ نہیں۔۔۔ جو درد ہے وہ آپ ﷺ سے چھپا نہیں۔۔۔ اور جو عجز ہے وہ آپ ﷺ پہ عیاں ہے۔ میں آپ ﷺ کے ہجر میں جلتی ہوئی چند آنکھوں سے لذتِ دیدار کے لمحوں کی مہک اڑا لایا ہوں۔ میرے آنسو آپ ﷺ کی راہ میں رکھے ہوئے محبت کے وہ چراغ ہیں جو کبھی نہیں بجھ سکتے۔۔۔ یہ آپ ﷺ کی یادوں کے وہ پھول ہیں جو کبھی نہیں مرجھا سکتے۔۔۔ یہ آپ ﷺ کی الفت کے وہ

شبنمی ستارے ہیں جو کبھی ماند نہیں پڑ سکتے۔۔۔ یہ آپ ﷺ کی جادۂ الفت کے وہ منزّہ سنگِ میل ہیں جو محبت کی راہوں میں ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے۔

یارسول اللہ ﷺ!

میرے آنسو آپ ﷺ کی محبت کے وہ پھول ہیں جو آپ ﷺ ہی کی نگاہِ کرم کا اعجاز ہیں۔ ان آنکھوں نے وادئ بطحا کی یادوں کے گلزار سدا اپنے اندر بسائے رکھے۔ یہی پھول میری متاعِ نگارش، دردِ محبت کی یہ دولت اور سوزِ عشق کا یہی سرمایہ میرے دل کی کُل کائنات ہے۔ آپ ﷺ کے کرم سے کچھ بعید نہیں کہ آنسوؤں اور آہوں کا یہ نذرانہ قبول کرلیں۔

تاجدارِ کون و مکاں قبول کیجئے
آیا ہوں نذر لے کے درود و سلام کی

میرے عطرِ سخن ﷺ!

جو مہجور محروم وصال ہوتا ہے وہ اپنے محبوب کے دیار یا اس کے خدوخال کو یاد کرکے اپنے دلِ زار کو سمجھاتا ہے اور محبوب کے حسن و جمال کا تصور کرکے ہی اپنے جی کو بہلاتا ہے۔ میں عصیاں کار، بے ہنر انہی آنسوؤں کو زادِ راہ بلکہ وسیلۂ نجات سمجھتا ہوں اور اسی لئے آپ ﷺ کے قدموں میں انہیں لئے حاضر ہوں۔ میں محتاجِ کرم اپنے آپ کو کیسے نہ سمجھوں جبکہ حسنِ عمل کا ایک ذرہ بھی مرے پاس نہیں اور میری عمرِ رائیگاں ان گنت لغزشوں اور گمراہی میں بیت گئی۔ اسی لئے تو میری معصیتوں کے اَن گنت داغوں نے آپ ﷺ کے والضُّحٰی مکھڑے اور واللیل زلفوں کے تصورات اور آپ ﷺ کے لطفِ جمال کی دلنشیں داستانوں کے دامن میں پناہ لی ہے۔

میرے شفیع امم ﷺ!

مجھ سیہ کار اور عِصیاں شعار کو اپنی نظرِ التفات سے نواز دیجئے اور اپنی رِدائے رحمت کے سایہ میں لے لیجئے۔۔۔ اپنی کالی کملی کی آغوش میں چھپالیجئے اور اپنے دامانِ کرم کی وسعتوں میں جگہ دے دیجئے۔ آپ ﷺ کا بلند آستاں اور میری لغزشوں کا قبیح بیاں۔۔۔ میرے حضور ﷺ! میں جاؤں تو جاؤں کہاں؟

میرے تاجدارِ کرم ﷺ!

آپ ﷺ کی شانِ رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ میرے دامنِ تار تار میں اپنی رضا کے پھول ڈال دیں اور آنسوؤں، آہوں، جذبات اور عقیدت کی سعی ناتمام کو شرف قبولیت سے نواز دیں۔

میرے منبع جودوکرم ﷺ!

آپ ﷺ کا یہ عصیاں شعار آدابِ شہنشاہی سے واقف نہیں۔ اِتنے ذیشان دربار کی حاضری کی روایات سے ناآشنا ہے۔۔۔ عقیدت نگاری کے فن سے بھی تہی دامن ہے مگر آپ ﷺ کے در کا ادنیٰ غلام ہے اور مانگنے کے سلیقے سے بھی آشنا نہیں۔۔۔ صدا لگانے کے ہنر کا شعور نہیں۔۔۔ اس کے باوجود آپ کی بارگاہ میں اظہارِ محبت کی اپنی سی جو کوشش کررہا ہے اگر اس کو قبول کرلیں تو میرا ایمان ہے کہ میری حیاتِ پریشاں کے گیسو سنور جائیں گے۔ راہِ زیست کا باقی سفر کیف و سرور سے کٹ جائے گا۔ آپ ﷺ کی شفاعت کی بشارتوں اور عنایتوں کا سایہ سحابِ رحمت بن کر میرے سر پر چھایا رہے گا۔

ہم حسن و جمال بے نہایت داری
ہم جودو کرم بحد غایت داری
ہم حسن ترا مُسلّم وہم اِحساں
محبوب توئی کہ ہر دو آیت داری

میرے شہریارِ محبت!

آپ حسن و زیبائی اور نکہت و رعنائی میں دونوں عالم میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ بخشش و عطا اور لطف وعنایت میں بھی بزمِ کونین میں کوئی آپ ﷺ کا ہم پایہ نہیں۔ حسن و احساں دونوں اندازِ محبوب آپ ﷺ کی ذات اقدس کا زیور ہیں۔

میرے انیسِ ﷺ دل وجاں!

اسی لئے تو آپ ﷺ ہی میرے محبوب ہیں

کیونکہ حسن و جمال اور جود و سخا کی دونوں صفات سے آپ ﷺ متصف ہیں۔

کوئی محبوبِ نظر ہے نہ محبت کی مراد

بستیاں پیار کی تم ہی سے بسی ہیں سرکار ﷺ

میرے سرورِ سروراں ﷺ!

میں بادِ سحر گاہی کے نم میں آپ ﷺ کے وجود قدسی کی سحر آفریں مہک پاتا ہوں۔ یہ آپ ﷺ کا غمِ جدائی ہی ہے جو رات بھر ستاروں کی آنکھوں کو ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہتا ہے۔۔۔ یہ آپ ﷺ کا سوزِ فراق ہی ہے جو ساون رُت کے بھیگے موسم میں پلکوں کی صدف میں اشکوں کے دیپ جلاتا ہے۔۔۔ میرے غم کے آنسوؤں نے آپ ﷺ کے زیبِ گلو ہونے کے لئے موتیوں کا اِک ہار گوندھا ہے۔ عقیدت کے تاروں نے آپ ﷺ کے قدموں پہ نچھاور کرنے کے لئے اِک حسیں رِدائے گُل دھنک رنگوں سے سجائی ہے۔

میرے محبوبِ انس و جاں ﷺ!

گلشنِ زیست میں میری زندگی کا پھول مہک رہا ہے لیکن اس کی آخری تمنا آپ ﷺ کے نقشِ کفِ پا پہ نثار ہونا ہے۔ آہ میری نیند! نایاب نیند! جو آنکھوں میں دَر آنے کے لئے صرف آپ ﷺ کے لمسِ مہرباں کی منتظر ہے۔

کاش میری بند آنکھیں اپنی پلکیں آپ ﷺ کی مسکراہٹ کی روشنی میں کھولتیں۔ جب آپ ﷺ کا جمال جہاں آرا دید کی پیاسی نظروں کے سامنے ہوتا اِک خواب کی صورت۔۔۔ کاش آپ ﷺ کی معطر سانسیں میری چشمِ تمنا کی دید کو چھو رہی ہوتیں۔

کاش! آپ ﷺ کے دستِ ابریشم کے مخملیں لمس سے میری پلکیں گہرے پانیوں میں کھلتے کنول کی ملفوف پنکھڑوں کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند ہو جاتیں۔

کبھی میسر
ہوں چند لمحے
جو سبز گنبد کے زیرِ سایہ
تو آنسوؤں کی زباں میں
اپنے خدا سے یہ التجا کروں گا
کہ اِس سے آگے نہ ذہن سوچے
نہ آنکھ دیکھے
نہ لب ہلیں
نہ ہاتھ لکھیں
نہ پاؤں اٹھیں
بس اِس سے آگے وہ نیند آئے
جو دائمی ہو

ریاضِ جنت میں جلوہ فرما

حضور والا ﷺ کی انجمن میں
میں ٹھہروں اس کا حقیر ذرّہ
ہر اک راہرو سے بوسۂ پا کی بھیک مانگوں
گزرنے والوں کا بوسۂ پا نصیب ٹھہرے
تو کیا عجب ہے!
کہ میری بخشش قریب ٹھہرے
تو کیا ہی بہتر نصیب ٹھہرے

❁❁❁❁❁

ضرورت ڈرائیورز/نائب قاصدین: مرکزی سیکرٹریٹ پر خدمات سرانجام دینے کیلئے ڈرائیورز اور نائب قاصدین کی ضرورت ہے۔ ایسے احباب جو تحریکی پسِ منظر کے حامل ہوں اور مرکز پر خدمات سرانجام دینا چاہتے ہوں ان کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند حضرات درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں یا اپنی CV ڈائریکٹر ایڈمن تحریک منہاج القرآن 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور ارسال کریں۔ منہاج القرآن کی مقامی تنظیم کے امیر/ ناظم سے Verif ication لیٹر ہمراہ لائیں۔ فون: Ext:251 042-111-140-140

رونقِ بزمِ کائنات ﷺ

احسان حسن ساحر

ماہ ربیع الاول سعادتوں، خوشیوں اور مسرتوں کا وہ مقدس مہینہ ہے جس میں سرور انبیاء اور مرکز ومحور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ رونق آرائے بزم کائنات ہوئے۔ ولادت باسعادت کے وہ نورانی لمحات جب آپ ﷺ اس جہان رنگ و بو میں تشریف لائے تو تاریخ انسانیت کا ایک سیاہ دور اختتام کو پہنچا اور ایک جدید و روشن عہد کا آغاز ہوا۔ یہ وہ دور تھا جس کا براہ راست تعلق فخرالرسل ہادیٔ برحق شافع محشر محمد ﷺ کی ذات گرامی سے ہے۔ تاریخ اس دور کو معراج انسانیت اور ختم نبوت کا دور تحریر کرتی ہے کیونکہ آج روئے زمین پر انسانیت کا جو وجود اسی عظیم رسول ﷺ کی شخصیت کا مرہون منت ہے۔ دنیا میں آج سچائی حق گوئی و بے باکی کی خال خال جو نورانی کرنیں بکھری نظر آتی ہیں اور ہمارے قلب و ذہن میں حرارت ایمانی کی جو رمق موجزن ہے یہ نعمت بھی حضور ﷺ کا صدقہ ہے کیونکہ آپ ﷺ کی ذات مطہرہ۔۔۔ ’’رونق بزم کائنات‘‘ ہے بقول حکیم الامت علامہ اقبالؒ

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

جس طرح ماہ رمضان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی عظمت و رفعت کے طفیل دیگر مہینوں پر امتیاز و فوقیت عطا فرمائی ہے۔ اسی طرح ماہ ربیع الاول کے امتیاز اور شان علو کی وجہ اس میں صاحب قرآن کی آمد ہے۔ نعمت قرآن کا شکر بجالانا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس ہستی کی تشریف آوری اور ولادت مسعود کا شکر ادا نہ کیا جائے جس کی وساطت سے رب کریم نے قرآن مبین اور کتاب ہدیٰ سے دامن انسانیت کو منور و تاباں کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ.

’’اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے‘‘۔ (ابراہیم: ۷)

ان تمام نعمتوں میں نعمت کبریٰ حضور ﷺ کی ذات باکمالات ہے اور جب یہ نعمت حریم کبریائی سے بنی نوع انسان کی طرف آئی تو اہل ایمان کو احساس دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا .

’’بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (ﷺ) بھیجا‘‘۔ (آل عمران:۱۶٤)

اب اس نعمت کبریٰ پر اظہار تشکر کے لئے کوئی خاص گھڑی، وقت، دن یا سال مقرر نہیں تاہم ماہ

ربیع الاول چونکہ ولادت کا ماہ ہے اس لئے اس کا ایک ایک لمحہ بارگاہ صمدیت میں کلمات تشکر ادا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ خالق کائنات کی یہ شان بے نیازی ہے کہ اس نے اسی خطۂ ارضی کو رسول کریم ﷺ کا مسکن بننے کا شرف بخشا جو صحرائے عرب کا سب سے بڑا مرکز کفر تھا۔ حضور ﷺ کی ولادت تمام عالمین کے لئے باعث رحمت ہے اور اس رحمت کے نور مبین سے تمام کائنات کے اندھیروں کو اجالا ملا۔

اصلاح و فلاح۔۔ جہدِ مصطفیٰ ﷺ کا ثمر

آج اگر انسانی زندگی میں اصلاح و فلاح کے لئے کوئی ابدی ضابطہ حیات موجود ہے تو یہ رسول کائنات ﷺ کی جہد مسلسل ہی کا ثمر ہے۔ گویا اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ نبی کریم ﷺ ہی اصل میں روح انقلاب ہیں۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ نوع انسانی کے پاس رب العالمین کے گرانقدر عطیات میں سے زیادہ قیمتی اور انمول عطیات اگر ہیں تو وہ پیغمبران کرام ہیں جن کو رب العزت نے مختلف ازمنہ میں نسل آدم کی اصلاح و تربیت کے لئے مبعوث فرمایا۔ ان کی سیرت اور احیائے دین و فروغ اسلام کے لئے پیش کردہ خدمات وہ روشن مینار ہیں جن سے ساری انسانیت کا چہرہ دمک اور جگمگا اٹھا۔ انبیاء کرام کی اس طویل فہرست میں کامیابی و کامرانی کا سب سے زیادہ خراج تحسین جس ہستی کو پیش کیا گیا وہ صرف محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں جنہوں نے بحکم الٰہی انسانی تہذیب کے سب سے بڑے رقبے کے باسیوں کو صراط مستقیم کی جہتوں اور نجات اخروی کی صحیح راہوں کا پتہ دیا اور عرصہ سے بھٹکتی ہوئی انسانیت کو روشنی کا سفر عطا کیا تاکہ وہ اپنی منزل کو پاسکیں۔

رسالت مصطفیٰ ﷺ کی عالمگیریت و آفاقیت

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے خطہ زمین کا کوئی نہ کوئی مخصوص علاقہ دیا۔ کوئی نبی سرزمین مصر میں مبعوث ہوا۔۔۔ اور کسی کو شام وفلسطین میں نبوت عطا کی گئی۔۔۔ کسی نے یہ خدمت یمن و عراق میں انجام دی۔۔۔ مگر جب خاتم الرسل ﷺ کی باری آئی تو اللہ پاک نے یہ تمام علاقائی حدبندیاں اور ارضی فاصلے ختم فرمادیئے۔ گویا آپ ﷺ بلا امتیاز جن و انس، چرند پرند، کالے گورے، عربی و عجمی، کافر و مسلم یہاں تک کہ فرشتوں کے بھی رسول اور نبی بنا کر بھیجے گئے اور پورے خطہ زمین کو ان کی تعلیمات کے لئے وقف کردیا گیا۔ جس طرح باری تعالیٰ رب العالمین ہے اسی طرح رب نے اپنے محبوب کو رحمۃ للعالمین کا تاج پہنایا۔ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت زمان و مکان کی قیود اور بندش سے مستثنیٰ اور آزاد ہے۔ ان کا عالمگیر پیغام کسی عالمی حد بندی کا محتاج نہیں بلکہ اس آفاقی پیغام کی صدائے باز گشت عرش عظیم سے تحت الثریٰ تک بیک وقت گونجتی محسوس ہوتی ہے۔ یہ وہ پیغام خیر ہے جو ہر طبقہ ہائے فکر کے لوگوں کے لئے فلاح دارین کی ضمانت سمجھا جاتا ہے۔ فاران کی چوٹیوں سے بلند ہونے والی یہ صدائے ہاشمی کائنات کے ذرہ ذرہ کے لئے مژدہ جانفزاء ہے۔

دین و دنیا کی جامع شخصیت

آپ ﷺ کی سیرت کا ہر گوشہ ایک ایسی روشن حقیقت ہے کہ سیرت النبی ﷺ کا کوئی باب پڑھ کر دیکھ لیں کسی میں یہ بات نظر نہ آئے گی کہ ختم الرسل ﷺ نے دین اسلام کی خدمت محض شہرت و ناموری، حصول مال و زر کے لئے انجام دی ہو بلکہ اس داعی حق کا عظیم مشن اور نصب العین ان تمام تر دنیاوی مفادات اور مادی خواہشات سے پاک و مبرا ہے۔ حضور ﷺ صرف اس بات کے خواہاں تھے کہ مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت تشکیل پاجائے جو ان کی قیادت و رہنمائی میں اپنی

جدوجہد سے دین اسلام کو ہر دوسرے نظریے، فلسفے اور مذہب کے مقابل میں پوری حیات انسانی پر حاوی و غالب کردے۔ چنانچہ آنے والی ساعتوں اور وقت کے لمحات نے یہ ثابت کردیا کہ انقلاب مصطفوی نے زمین کے ایک وسیع تر رقبہ پر اللہ کے دین کا ایسا پرچم لہرادیا جس کے سامنے قیصر وکسریٰ کی طاغوت سلطنتوں کے پرچم ہمیشہ کے لئے سرنگوں ہوکر رہ گئے۔ ہر طرف دین کا بول بالا ہونے لگا اور لوگوں کی اکثریت خود تراشیدہ دیوتاؤں کی پوجا سے تائب ہوکر ایک عظیم و برتر پروردگار عالم کے حضور اسے اپنا آقا و مولیٰ نجات دہندہ، حاجت روا، مشکل کشا، روزی رساں اور معبود برحق سمجھ کر سجدہ ریز ہوگئی۔ مسلمانوں کی اس جہد مسلسل میں ایک طویل سفر کی ایمان افروز داستانیں پنہاں ہیں جن کے نتیجہ میں ایک ایسی عظیم کشور اسلامیہ کی بنیاد رکھی گئی جو دنیا کی دیگر سلطنتوں سے قطعی جدا اہمیت کی حامل تھی۔

اس سلطنت اسلامی کے تمام معاملات حدود شریعت میں طے پاتے۔ حضور ﷺ اس اسلامی ریاست کے سربراہ تھے۔ اس انقلاب کے دور رس نتائج سامنے آنے لگے۔ لوگوں کے ذہنوں کے اندر پائے جانے والے تمام توہمات آہستہ آہستہ دم توڑنے لگے اور ان میں شعور و آگہی آنے لگی۔ سربراہ مملکت ہونے کی حیثیت سے آپ ﷺ کی شخصیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے وہ تمام جواہر وکمالات جمع کردیئے تھے جو ایک کامیاب سیاست دان کا خاصہ ہیں۔ اوائل عمری میں جہاں آپ ﷺ کی ذات اقدس میں ذکر وفکر اور عبادت و ریاضت سے شغف کی صورت میں مذہبی و روحانی ذوق موجود تھا وہاں سیاسی بصیرت وحکمت بھی فراخدلی سے عطا کی گئی تھی۔

انقلابِ مصطفوی کے اثرات

ظہور اسلام سے قبل اہل عرب اپنے قبائلی نظام کے وضع کردہ قوانین کے مطابق اپنی زندگی گزارتے تھے مگر بعد از ظہور اسلام ان میں جو تغیرات اور تبدیلیاں آئیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ قبائل باہم شیر وشکر ہوگئے۔ ان میں ملی اتحاد و یگانگت پیدا ہونے لگی۔ حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد جس اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا تھا، اس کی برکات وحسنات سے یہ شہر امن و آشتی کا گہوارہ بن گیا۔ اپنے قیام کے دس برس گزارنے کے بعد جب حضور ﷺ اس عالم فانی سے پردہ فرماگئے تو ان کی سعی پیہم اور سیاسی حکمت و تدبر کی بدولت تمام اہل عرب ایک مستحکم قوم بن چکے تھے۔ مدینہ الرسول ایک مثالی اسلامی مملکت کے ہیڈ کوارٹر کے طور پر خطۂ زمین پر موجود تھا۔

یہ ایک ایسی ریاست تھی جس میں احکام ربانی کا اطلاق بیک وقت نبی کریم ﷺ اور عام مسلمانوں پر ہوتا۔ جس بات پر قرآن خاموش ہوتا یا جو احکام الٰہی واضح نہ ہوتے وہاں رسول کریم ﷺ اپنی رائے کے مصداق خود ہی فیصلہ صادر فرماتے۔ چنانچہ مملکت اسلامیہ میں بااختیار حاکم خود ذات رسول ﷺ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ہونے کے ساتھ ساتھ سپہ سالار اعظم اور شعبہ عدلیہ و انتظامیہ کے ناظم اعلیٰ کی ذمہ داریاں بھی آپ ﷺ کے منصبی فرائض میں شامل تھیں۔ احکام الٰہیہ کی تکریم و احترام اور متابعت کے علاوہ سرور الانبیاء ﷺ کے جملہ اختیارات پر سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کا اختیار نہ تھا کیونکہ اس اسلامی حکومت کی تاسیس کسی خاندانی عصبیت اور نسلی تعصب کی بجائے وحدت دین پر استوار کی گئی تھی۔

ہر چند کہ تمام شعبہ جات کے نگران اعلیٰ خود رسول مکرم ﷺ تھے تاہم ہر طرح کے امور سلطنت میں معتبر، صائب الرائے احباب اور عوامی نمائندوں سے باقاعدہ مشاورت فرمانے میں کسی قسم کی عار یا جھجک محسوس نہ کرتے۔ مجلس شوریٰ کے بیشتر اجلاس مسجد نبوی کے صحن

میں منعقد ہوتے۔ ان اجلاس میں بلا امتیاز رنگ ونسل ہر ادنیٰ واعلیٰ مسلمان کو بلاخوف وخطر اور روک ٹوک شرکت کرکے اپنی رائے یا تجویز پیش کرنے کا حق حاصل ہوتا۔ اگر اس کی رائے/تجویز فلاحی تعمیری اور مثبت ہوتی تو بلا اعتراض اسے تسلیم کرلیا جاتا۔ اس کو یہ حق بھی حاصل ہوتا کہ وہ اپنا مشورہ/ تجویز سرعام پیش کرسکتا ہے تاہم یہ تمام آراء اورتجاویز ان امور ومعاملات کی بابت قبول کی جاتیں جن کے متعلق وحی الٰہی خاموش ہوتی۔ یہ بات لازم نہ تھی کہ رسول ہاشمی ﷺ ان پیش کردہ مشوروں اور تجویزوں پر ضرور عمل کریں۔ حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اکثر اوقات رائے عامہ، Public Opionion کو مقدم رکھتے اور اپنی رائے کو اس پر ترجیح نہ دیتے۔

کشوراسلامیہ کا سیکرٹری ایٹ Secratariat یا پارلیمنٹ ہاؤس Parliment House کسی وسیع و عریض رقبہ پر تعمیر نہ کیا گیا تھا اور نہ اس کے لئے کوئی قیمتی اور جدید طرز کی عمارت حاصل کی گئی تھی بلکہ امور سلطنت کی بجا آوری کے لئے کھجوروں کے پتوں کے چھت سے تیار کردہ مسجد نبوی کے نیم پختہ صحن کو ہی استعمال کیا جاتا۔ ہر طرح کے سرکاری اور غیر سرکاری معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی معاملات ومسائل اسی مسجد میں بحسن وخوبی انجام پذیر ہوتے۔ بیرونی ممالک سے آنے والے سفیروں اور دیگر وفود کی اسی عمارت میں آمد ہوتی۔ اسی کچے صحن سے جاری ہونے والے ضوابط واحکام کو قانونی شکل دے کر نافذ کردیا جاتا۔

نبی اکرم ﷺ نے اسلامی حکومت کو احسن طریق پر چلانے کے لئے مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو حکومتی فرائض تفویض فرما رکھے تھے مثلاً زکوٰۃ اور صدقات کی مد میں حاصل ہونے والی رقوم اور اشیاء کا باقاعدہ حساب حضرت زبیر العوامؓ کے ذمہ تھا وہ ان امور کی بابت ہر طرح کے معاملات کے ذمہ دار تھے۔۔۔ حزیفہ بن یمانؓ ملک میں پیدا ہونے والے کھجوروں کی فصل سے وصول ہونے والی وہ تمام آمدنی جو ٹیکس کی صورت میں بیت المال میں جمع ہوتی اس کا حساب رکھتے۔۔۔ اسی طرح مغیرہ بن شعبہؓ دستاویزات کا ریکارڈ اپنی تحویل میں رکھتے، ان کا عہدہ موجودہ دور کے کسی محکمہ میں تعینات رجسٹرار کے برابر تھا۔۔۔ قرآن حکیم کی وہ آیات بینات جو رسالت مآب ﷺ پر وحی الٰہی کے طور پر نازل ہوتیں اور جن کو بعد ازاں نقل کرلیا جاتا ان کی کتابت کا کام دس صحابہ کرامؓ کے سپرد تھا جن کو کاتبین وحی کہا جاتا ہے۔۔۔ اس کے علاوہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے فرائض میں دعوت اسلام کے حوالہ سے ہر طرح کے مکتوبات و مراسلات، مختلف قبائل اور حکمرانوں سے تحریری معاہدات اور عاملین حکومت کے نام حکومتی سطح پر جاری ہونے والے احکام وہدایات تحریر کرنا بھی تھا۔

موجودہ دور کی حکومتوں میں جس طرح سربراہ مملکت کا کوئی خاص مشیر یا پولیٹیکل سیکرٹری Advisor or Political Secrtary ہوتا ہے۔ یہی حیثیت اور اختیارات رسول معظم ﷺ کے سیکرٹری اور مشیر خاص حنظلہ بن ربیعؓ کو حاصل تھی، مہر نبوت ﷺ انہی کی تحویل میں تھی جو بوقت ضرورت اہم سرکاری مراسلات ومکتوبات اور دوسری دستاویز پر ثبت کی جاتی۔۔۔ مدینہ منورہ اور اس کے مضافات کے تمام امور و معاملات اور مقدمات کا فیصلہ سرورکونین ﷺ خود فرماتے البتہ دور دراز کے علاقوں میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات اور مقدمہ جات کے فیصلے ان صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی ذمہ داری تھی جو حکومت کی طرف وہاں تعینات تھے۔ ان خدمات کے علاوہ ان کے فرائض منصبی میں وہاں کے باشندوں کو اسلامی تعلیمات سے کماحقہ روشناس کرانا اورانہیں آگہی فراہم کرنا ان کی ذمہ داری میں شامل تھا۔ ان کی عدالتوں میں جو مقدمات و معاملات برائے سماعت پیش کئے جاتے ان

سب کے فیصلہ جات قرآن و حدیث کی روشنی میں کیئے جاتے۔ یوں کسی بھی فریق، فرد واحد کی حق تلفی ہوتی اور نہ کسی پر ذرہ برابر ظلم و زیادتی کی جاتی۔ یہی وجہ تھی کہ کوئی بھی فرد عدالت شرعیہ کے کسی بھی فیصلے کو چیلنج نہ کرسکتا تھا۔ نتیجتاً کسی انسان کو بھی مصطفوی فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔

ریاستِ مدینہ میں قوانین کا نفاذ

جہاں تک اصلاح ملت کا تعلق ہے قوم کی اصلاح کے لئے صرف اس کے اخلاق و اطوار اور مزاج عادات کو ملحوظ خاطر رکھ کر قوانین کا نفاذ ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ ان تمام جہتوں سے بالاتر ہوکر جو قوانین نافذ کیئے جاتے ان کی کڑی نگرانی کی جاتی کہ ان پر کہاں تک عمل کیا جارہا ہے۔ اگر کوئی قانون کی خلاف ورزی میں ملوث پایا جاتا تو اس کو تنبیہ کی جاتی یا اس کے کردہ جرم پر سزا دی جاتی۔ دور نبوی ﷺ میں اسی مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اگرچہ کوئی شعبہ یا محکمہ معرض وجود میں نہ آیا تھا لیکن اس کے باوجود بھی احتسابی عمل بڑی ذمہ داری اور باقاعدگی سے جاری تھا۔ اکثر اوقات رسول مکرم ﷺ بنفس نفیس عوام کے اعمال کا احتساب فرماتے۔

مثلاً ایک بار حضور ﷺ کا بازار سے گزر ہوا، اناج کا ایک ڈھیر دیکھ کر رک گئے اور اپنے دست مبارک سے اس ڈھیر کو الٹ پلٹ اور ٹٹول کر دیکھا۔ معلوم یہ ہوا کہ تاجر نے گیلی گندم (یا جو) کو خریدار کی نظروں سے اوجھل رکھنے کے لئے اس کے اوپر خشک جنس کی موٹی تہہ لگا رکھی تھی تاکہ خریدار کو سارا اناج بالکل خشک دکھائی دے۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضور ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے اناج کے مالک کو تنبیہ فرمائی کہ تم نے نمدار اناج کو خریدار کے سامنے اوپر کیوں نہیں رکھا؟ اور فرمایا: جو لوگ دوسروں سے فریب کاری کرتے ہیں وہ ہم میں سے نہیں۔

عوامی احتساب میں قول و فعل اور عمال و حکام کا احتساب زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ جو لوگ دور دراز سے سرکاری ٹیکس کی وصولی کرکے لاتے محتسب اعلیٰ خود ان کا بغور جائزہ لیتے اور اس بات پر کڑی نظر رکھی جاتی کہ اس حکومتی اہل کار نے ناجائز ٹیکس کی کوئی رقم تو وصول تو نہیں کی یا ٹیکس کی وصولی میں کوئی غیر قانونی ذریعۂ تو اختیار نہیں کیا۔ ایک بار سرکاری عامل نے کسی علاقہ سے سرکاری واجبات وصول کیئے۔ واپسی پر جب اس تمام رقم کا حساب لیا گیا تو معلوم ہوا کہ رقم سے کچھ پیسے زیادہ موجود ہیں۔ چنانچہ ان سے اس کی وجہ دریافت کی گئی انہوں نے بصد احترام عرض کیا کہ یہ زائد رقم حکومتی حساب سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہاں کے باشندوں نے یہ رقم مجھے بطور ہدیہ دی گئی ہے۔ یہ جواب سن کر رسول مقبول ﷺ نے قدرے برہمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

ایسا ہدیہ تمہیں اپنی ماں کی گود میں بیٹھ کر کیوں حاصل نہ ہوا؟ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے ایک خصوصی خطاب میں ارشاد فرمایا کہ دوران ملازمت کسی بھی حکومتی اہل کار کو قطعی یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اپنے ماتحت علاقہ سے وہاں کے باشندوں سے کوئی ہدیہ قبول کرے۔

صوبائی نظم ونسق

سید عالم ﷺ کا صوبائی انتظام وانصرام بھی نہایت مؤثر اور فلاحی تھا۔ صوبہ جاتی حکومت کے تحت حضور ﷺ نے ہر صوبہ میں ایک حاکم مقرر فرما دیا تھا جو اپنے ماتحت علاقے کے امن وامان کے علاوہ صوبائی فوج کی کمانڈ بھی کرتا تھا۔ اس کے علاوہ ہر قبیلہ میں مرکزی حکومت کی طرف سے ایک عامل کا تقرر بھی ہوتا تھا جو سرکاری امور کی تکمیل کرتا۔ مختلف صوبہ جات میں مقامی باشندوں کے مقدمات کی سماعت کے لئے ایک قاضی مقرر ہوتا جس کا تقرر یا تو براہ راست مرکز کی طرف سے

ہوتا یا سربراہ مملکت کی ہدایات کے مطابق یہ تقرری عمل میں لائی جاتی۔ عموماً ایسے عہدے ان صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو دیئے جاتے جو بطور معلم لوگوں کو اسلامی تعلیمات سکھانے کے اہل ہوتے۔ اس طرح ان کا تقرر دین اسلام کے فروغ کا ذریعہ بنتا۔ یہ دونوں امور اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ماہرین تعلیم ہی انجام دیتے۔ ایسے حضرات علم و دانش میں حضرت علیؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ جیسے دیگر صاحب فہم وفراست سرفہرست ہیں۔

ربیع الاول کا مبارک مہینہ جہاں ہمیں اپنے قلوب و ارواح کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے منور کرنے کی طرف متوجہ کرتا ہے وہاں ہمیں سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کے اس عملی پیغام کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے۔ عہد حاضر کا مسلمان بھی اگر انہی تعلیمات اسلامیہ کو اپنے من میں اتار کر اسوۂ رسول ﷺ کو اوڑھنا بچھونا بنالے تو یقیناً وہ افق عالم پر سورج کی طرح چمکنے لگے گا۔ آج بھی اگر وطن عزیز پاکستان کے حالات کی بہتری اور فلاح وترقی درکار ہے تو سیرت الرسول پر عمل ہی ملکی حالات کی بہتری کو یقینی امر بنا سکتی ہے اور اس مصطفوی انقلاب سے ہماری آنے والی نسلوں کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ زوال و انحطاط کے دبیز پردوں کو چاک کرنے، ذلت ورسوائی کے تمام دھبوں کو مٹانے، ظلم وتشدد کے تمام بتوں کو پاش پاش کرنے اور شعائر اسلامی کے تحفظ کے لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے خیرات لیتے ہوئے اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے عوامی وجمہوری طریقہ سے جدوجہد کرے اور اس ظالمانہ و فرسودہ سیاسی نظام کی بساط الٹ کر ملک پاکستان کو مصطفوی انقلاب سے روشناس کرنے کیلئے اپنا کردار ادا کرے۔

❁❁❁❁❁

قائد ڈے نمبر فروری 2014ء

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 63 ویں سالگرہ کے موقع پر حسب روایت امسال بھی ماہنامہ منہاج القرآن قائد ڈے نمبر شائع کرنے کا اعزاز حاصل کررہا ہے۔ یہ شمارہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قومی و بین الاقوامی سطح پر امن ومحبت کے فروغ اور بیداریٔ شعور کیلئے کی جانے والی ہمہ جہتی خدمات پر مشتمل ہوگا۔

اس سلسلے میں آپ بھی ماہنامہ منہاج القرآن کو اپنی خصوصی معیاری تحریریں بھجواسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں قائد ڈے کے موقع پر آپ کی طرف سے **مبارکبادی پیغامات** کی صورت میں اشتہارات کی بکنگ بھی جاری ہے۔

آپ اپنی تحریر، مضامین اور اشتہارات سے متعلقہ اشاعتی مواد مورخہ 10 جنوری 2014ء تک ماہنامہ منہاج القرآن 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور ارسال فرمائیں۔

فون: 042-111-140-140 Ext-128

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا تعلیمی دورۂ ایران

کانفرنسز اور سیمینارز میں خصوصی شرکت اور خطابات

تحریک منہاج القرآن کے مرکزی قائدین پر مشتمل ایک وفد نے چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے زیر قیادت 17 نومبر تا 24 نومبر 2013ء ایران کا 7 روزہ تعلیمی دورہ کیا۔ وفد میں ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن محترم خرم نواز گنڈا پور، محترم سہیل احمد رضا (ڈائریکٹر انٹر فیتھ ریلیشنز MQI) اور میاں زاہد اسلام (کوآرڈینیٹر میڈیا MQI) شامل تھے۔ اس دورہ کی تفصیلی رپورٹ نذرِ قارئین ہے:

(1)۔ 17 نومبر 2013ء

مشہد انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر اسلامک کلچرل ریلیشنز آرگنائزیشن کے ڈپٹی ڈائریکٹر مشہد ڈاکٹر ملکوتی، ڈاکٹر حیدر رضا زیتھ (ریسرچ سکالر اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن، خانقاہ امام رضا مشہد)، پاکستانی قونصلر، ڈاکٹر حبیب ملائی، پہلی انٹرنیشنل قرآن کانفرنس مشہد کے آرگنائزنگ سیکرٹری اور دیگر افراد نے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا پرتپاک استقبال کیا۔

(2)۔ 18 نومبر 2013ء

☆ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور وفد کے دیگر اراکین نے حضرت امام رضاؑ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ مرکزی قائدین کو مزارمقدس سے ملحقہ مسجد اور مختلف مقامات کا خصوصی دورہ کروایا گیا۔

☆ بعد ازاں وفد نے روضہ حضرت امام رضا سے ملحق رضوی یونیورسٹی آف اسلامک سائنسز (مشہد) کا بھی دورہ کیا۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری اور دیگر شعبہ جات کا بھی دورہ کیا۔ یونیورسٹی انتظامیہ نے آپ کے ساتھ VC چیمبر میں گول میز سیشن کا بھی اہتمام کیا۔ جس میں یونیورسٹی کے مختلف شعبہ جات کے سربراہان اور اساتذہ نے خصوصی شرکت کی۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اس موقع پر خصوصی گفتگو کرتے ہوئے شرکاء کو منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیر اہتمام جاری مختلف پروگرامز اور سرگرمیوں کا تعارف کروایا۔ یونیورسٹی کے پرنسپل ایڈمنسٹریشن ڈاکٹر روشن ضمیر نے اس ملاقات میں رضوی یونیورسٹی اور منہاج یونیورسٹی کے طلباء کا باہمی تبادلہ اور دیگر تعلیمی تعاون کی خواہش کا اظہار کیا۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے منہاج القرآن انٹرنیشنل کی عالمی سطح پر علمی وفکری اور فلاحی سرگرمیوں اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے تعلیمی تعاون کے کام کے بارے میں یونیورسٹی اساتذہ کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے تفصیلاً جوابات دیئے۔ اس موقع پر انہوں نے شیخ الاسلام کی لکھی ہوئی کتابوں کا ایک سیٹ بھی پرنسپل کو پیش کیا۔ بعد ازاں رضوی یونیورسٹی اور منہاج یونیورسٹی کے مابین تعلیمی تعاون کے باقاعدہ معاہدہ کی تیاری اور تقاضوں کی تکمیل کے بعد لاہور یا مشہد میں اس معاہدہ پر دستخط کی تقریب کا فیصلہ کیا گیا۔

☆ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے فارس نیوز ایجنسی مشہد کے ہیڈ آفس پر ایک بھرپور پریس کانفرنس سے

خطاب کیا۔ یہ ایران کی نمایاں نیوز ایجنسی ہے۔ دو گھنٹے تک جاری رہنے والی اس پریس کانفرنس میں ایران سے شائع ہونے والے نمایاں ایرانی، افغانی اور تاجک اخبارات کے رپورٹرز اور نیوز ایجنسیز کے احباب نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دہشت گردی کے خلاف واضح موقف کو بیان کرتے ہوئے شیخ الاسلام کے قرآن و حدیث سے مدلل تاریخی فتویٰ پر مفصل بریفنگ دی۔ ایران کی نیوز ایجنسیز اور اخبارات نے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی تصاویر کے ساتھ اس پریس کانفرنس کو نمایاں کوریج دی۔

☆ ایران کے نیشنل TV چینل نے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری سے ایک خصوصی انٹرویو کیا۔ اس انٹرویو میں آپ نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دہشت گردی کے حوالے سے موقف اور تکفیری فتوے دینے والوں کے بارے میں موقف کے حوالے سے بھی سوال کیا۔ اس سوال کے جواب میں آپ نے شیخ الاسلام کے مبسوط فتویٰ سے قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور تاریخ کے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ مسلم امہ پر کفر کا فتویٰ لگانے والے اصل میں خوارج ہیں جو اسلام کے خلاف اسلام دشمن طاقتوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اس انٹرویو سے ایران کے تمام TV چینلز اور اخبارات نے خبر لے کر اسے نشر و شائع کیا۔ اس انٹرویو کو عوام الناس میں بے حد سراہا گیا اور اس انٹرویو نے اسلام کے پیغام امن و محبت کے حوالے سے اپنے دیکھنے و سننے والوں پر ایک اچھا تاثر قائم کیا۔

(3)۔ 19 نومبر 2013ء

☆ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے وفد کے دیگر احباب کے ہمراہ خانقاہ امام رضاؑ کے احاطہ میں موجود مرکزی لائبریری کے مطالعہ ہال، ایڈیٹوریم اور ڈیجیٹلائزڈ لائبریری کا دورہ کیا۔ لائبریریز، تنظیم کے چیئرمین ڈاکٹر محمد ہادی زیدی نے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو خوش آمدید کہتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف کی جانے والی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس موقع پر محترم ڈاکٹر حسن محی الدین نے شیخ الاسلام کی کتابوں کا ایک سیٹ ڈاکٹر زیدی کو پیش کیا۔ ڈاکٹر زیدی نے شیخ الاسلام کی کتب کے اعلیٰ علمی وفکری معیار کے پیش نظر محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری سے شیخ الاسلام کی جملہ کتب کا ایک سیٹ ریسرچ سکالرز اور لائبریری کے لئے بھجوانے کی گذارش کی تاکہ اس عالمی لائبریری اور ریسرچ سنٹر کے محققین اور سکالرز شیخ الاسلام کی زندگی اور ان کے تحقیقی کام پر ایم فل اور Ph.D کرسکیں۔

یاد رہے کہ حضرت امام رضاؑ کے مزار اقدس کے ساتھ ملحق یہ لائبریری اسلامی دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہے، اس لائبریری کا شمار دنیا کی چوتھی بڑی لائبریری میں ہوتا ہے۔ اس میں اب تک 97 ہزار مخطوطات عربی، اردو، فارسی اور دیگر زبانوں میں موجود ہیں نیز قرآن پاک کے 11,500 مخطوطات بھی اس لائبریری کی زینت ہیں۔ اس لائبریری میں اس وقت 20 لاکھ کتابیں موجود ہیں۔ اس لائبریری کی مزید توسیع کا کام جاری ہے، جس کے بعد یہاں کتابوں کی تعداد 50 لاکھ ہوجائے گی۔ یہاں موجود کتابیں دنیا کی 67 زبانوں پر مشتمل ہیں۔

☆ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور وفد نے روضہ امام رضاؑ سے ملحق اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کا بھی دورہ کیا۔ اس کی بنیاد 1983ء میں رکھی گئی۔ اس ریسرچ سنٹر کے زیر اہتمام اب تک 3344 جلدوں پر مشتمل 1687 کتب 15 مختلف زبانوں میں شائع کی گئیں ہیں۔ یہاں 129 ریسرچ سکالرز 21 مختلف شعبہ جات میں مصروف عمل ہیں۔ یہ سینٹر ایران میں اسلامک ریسرچ میں مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ اس ادارہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے 58 ہزار صفحات کا 60 جلدوں پر مشتمل قرآن مجید کا عربی میں انسائیکلو پیڈیا بھی تیار کیا۔ اس ادارہ کی 87 کتابیں ایسی ہیں

جن کو قومی و بین الاقوامی سطح پر بہترین کتابوں کا ایوارڈ دیا گیا۔

اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن میں ڈاکٹر غلام رضا نے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو خوش آمدید کہا۔ فاؤنڈیشن کے ڈپٹی ڈائریکٹر نے ریسرچ سنٹر کا تفصیلی تعارف پیش کیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو فاؤنڈیشن کے Biography of Genealogy ڈیپارٹمنٹ کا بطور خاص وزٹ کرایا گیا۔ یہاں آپ نے محققین اور دیگر سکالرز کے ساتھ برصغیر کے نامور عرفاء و مشائخین کے حوالے سے گفتگو کی۔

اس موقع پر ریسرچ سنٹر کے مینجنگ ڈائریکٹر آیت اللہ علی اکبر خراسانی نے بھی محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری سے خصوصی ملاقات کی۔ اس موقع پر IRF اور MQI کے درمیان علمی وفکری موضوعات پر مزید تعاون اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو ہوئی۔ اس ملاقات میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا فتنہ خوارج اور دہشت گردی کے خلاف فتویٰ اور محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے Ph.D کے مقالہ ’’میثاق مدینہ اور جدید آئینی اصول‘‘ کا فارسی زبان میں ترجمہ کرے گا اور یہ کتب تہران انٹرنیشنل کتاب میلہ مئی 2014ء میں پیش کی جائیں گی۔

☆ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ان کے وفد نے المصطفیٰ یونیورسٹی کا بھی وزٹ کیا اور ان کے پرنسپل ڈاکٹر مہدوی مہر سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کے دوران منہاج یونیورسٹی اور المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی کے طلباء کے باہمی تبادلہ پر باقاعدہ و باضابطہ گفتگو کی گئی۔ المصطفیٰ یونیورسٹی میں 85 ممالک کے 5 ہزار سے زائد طلباء زیر تعلیم ہیں۔ بعدازاں اس یونیورسٹی کے اردو بولنے والے طلباء نے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری سے خصوصی ملاقات کی۔

(4)۔ 20 نومبر 2013ء

مشہد میں 20 نومبر 2013ء کو پہلی انٹرنیشنل قرآن کانفرنس منعقد ہوئی۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اس پہلی انٹرنیشنل قرآن کانفرنس (مشہد) کی افتتاحی تقریب کے مرکزی مقرر تھے۔ یہ تقریب فری اسلامک یونیورسٹی مشہد کے وسیع و عریض ہال میں انعقاد پذیر تھی۔ دو دن کی اس قرآن کانفرنس میں ایران، عراق، افغانستان، امریکہ، کینیڈا، تیونس، کویت اور قازقستان سے تشریف لائے ہوئے سینکڑوں سکالرز نے خصوصی شرکت کی۔ انٹرنیشنل کانفرنس کا آغاز شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے پیغام سے ہوا جسے ناظم اعلیٰ منہاج القرآن انٹرنیشنل محترم خرم نواز گنڈا پور نے شرکاء کے سامنے پیش کیا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کانفرنس کے شرکاء کو پیغام دیا کہ اس قسم کے سیمینارز، کانفرنسز اور سیشنز کا باقاعدگی سے اہتمام دنیا کے مختلف حصوں میں کیا جائے تاکہ ان کے ذریعے دنیا میں قرآن کا تمام انسانیت کے لئے پیغام محبت، امن اور بھائی چارے کا حقیقی فروغ ہو سکے۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کانفرنس میں قرآن مجید کی ان آیات کریمہ کو موضوع بحث بنایا جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں اور جن کی بنیاد پر انسانی تاریخ کا پہلا تحریری آئین وجود میں آیا۔ بعد ازاں مختلف ممالک کے سکالرز نے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری سے خصوصی ملاقات کی۔

☆ اس موقع پر آپ نے ایران کی قرآن نیوز ایجنسی اور قدس اخبار کو انٹرویو دیئے، ان انٹرویوز میں آپ نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قرآن مجید کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کو بیان کیا۔

☆ ڈائریکٹر جنرل اسلامک کلچرل ریلیشنز آرگنائزیشن (ICRO) ڈاکٹر امیر مشہدی نے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ان کے وفد کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا۔ جس میں مشہد اور تہران سے ان کے تمام عہدیداران نے خصوصی

شرکت کی۔ اس ملاقات میں MQI اور ICRO کے باہمی علمی وفکری تعاون پر بات چیت کی گئی۔

(5)۔ 21 نومبر 2013ء

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام منعقدہ تقریب میں ’’حضور ﷺ کی گھریلو زندگی حدیث کی روشنی میں‘‘ کے موضوع پر مقالہ پیش کیا۔ 90 منٹ تک آپ نے مسلسل اس علمی وفکری مقالہ کو پیش کیا جسے تقریب میں موجود جملہ نامور ریسرچ سکالرز نے بے حد سراہا۔

☆ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری پہلی انٹرنیشنل قرآن کانفرنس کے آخری سیشن میں بطور مہمان خصوصی مدعو تھے۔ اس سیشن میں آپ نے بہترین لکھاریوں میں انعامات تقسیم کئے۔ اس موقع پر انہوں نے فری اسلامک یونیورسٹی ایران کے وائس چانسلر پروفیسر محمد جواد کو شیخ الاسلام کا انگلش زبان میں ترجمہ قرآن پیش کیا۔ اس یونیورسٹی کے ایران میں 134 کیمپس ہیں۔ اس یونیورسٹی کو دنیا اسلام کی یونیورسٹیوں میں سب سے بڑی یونیورسٹی تصور کیا جاتا ہے۔

(6)۔ 22 نومبر 2013ء

☆ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور وفد کے دیگر اراکین نے جمعہ کی نماز روضہ امام رضا علیہ السلام کی مسجد میں ادا کی۔ نماز جمعہ کے بعد آپ نے آیت اللہ سید احمد عالم الہدیٰ (امام جمعہ مشہد) سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں آپ نے عربی زبان میں ان سے مختلف علمی وفکری پہلوؤں پر خصوصی گفتگو کی۔ اس ملاقات کے موقع پر صوبہ خراسان کے گورنر، ایران نیوی کے کمانڈر چیف، لیفٹیننٹ جنرل مقدم (کمانڈر ان چیف بارڈر سیکورٹی فورس اینڈ پولیس آف ایران) بھی موجود تھے۔ محترم آیت اللہ عالم الہدی نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی امت مسلمہ کے اتحاد کے لئے کی جانے والی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ امام جمعہ مشہد ایک نامور مذہبی سکالر تسلیم کئے جاتے ہیں۔ آپ نے سرکاری سطح پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو امام رضا علیہ السلام کے عرس کی تقریب میں بطور مہمان خصوصی دعوت دی۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے شیخ الاسلام کی طرف سے ان کی دعوت کو قبول کیا۔

☆ بعد ازاں مشہد کے مشہور مذہبی ریسرچ سکالرز نے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے ساتھ خصوصی ملاقات کا اہتمام کیا۔ اس تقریب میں آپ نے خصوصی شرکت و خطاب کیا۔ یہ تقریب صوبہ خراسان کے TV چینل سے براہ راست نشر کی گئی۔ بعد ازاں اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کی طرف سے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں آپ نے وفد کے ہمراہ خصوصی شرکت کی۔

(7)۔ 23 نومبر 2013ء

☆ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کالج آف اسلامک سٹڈیز فردوسی یونیورسٹی مشہد کا دورہ کیا کالج کے پرنسپل نے وفد کا پرتپاک استقبال کیا۔ کالج کی لائبریری کے دورہ کے بعد کانفرنس ہال میں کالج کے اساتذہ نے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین کے ساتھ خصوصی نشست کا اہتمام کیا۔ کالج کے پرنسپل نے کالج کے تعلیمی معیار، پروگرامز، منہاج یونیورسٹی اور کالج آف اسلامک سٹڈیز فردوسی یونیورسٹی مشہد کے اساتذہ اور طلبہ کے باہم تبادلہ اور تعلیمی دورہ جات کے حوالے سے اظہار خیال کیا۔

☆ فارسی زبان و ادب کے ممتاز سکالر پروفیسر محمد جعفر کی دعوت پر محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے فردوسی یونیورسٹی مشہد میں علامہ محمد اقبال ریسرچ سنٹر کا دورہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو ’’علامہ محمد

اقبال ایران اور پاکستان کے قومی شاعر' کے عنوان سے تجزیاتی رپورٹ پیش کی۔

☆ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کالج آف لینگوئجز اینڈ لٹریچرز مشہد میں فارسی زبان و ادب کے ممتاز سکالرز کے ساتھ منعقدہ سیشن میں خصوصی شرکت کی۔ ان سکالرز کے ساتھ ملاقات کے دوران آپ نے منہاج یونیورسٹی لاہور میں بھی فارسی زبان و ادب سے واقفیت کے لئے فردوسی یونیورسٹی کے کالج آف لینگوئجز اور لٹریچر کے اساتذہ کے تعاون سے فارسی ڈیپارٹمنٹ کے قیام کا اعلان کیا۔

☆ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی قیادت میں مرکزی قائدین نے فردوسی یونیورسٹی میں موجود فارسی زبان سیکھنے کے سنٹر کا دورہ بھی کیا۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے سنٹر کے ڈائریکٹر کو منہاج یونیورسٹی میں فارسی ڈیپارٹمنٹ کے قیام کی ابتدائی رپورٹ اور تقاضوں کی تیاری کا کہا۔

☆ فردوسی یونیورسٹی کے اس تعلیمی دورہ کے دوران فردوسی یونیورسٹی اور منہاج یونیورسٹی لاہور کے مابین تعلیمی معاونت، طلبہ اور اساتذہ کے باہمی تبادلہ کے باقاعدہ معاہدہ کو حتمی شکل دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

(8)۔ 24 نومبر 2013ء

☆ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ان کے وفد کو پاکستانی قونصلیٹ کی طرف سے علامہ اقبال ڈے کی مناسبت سے منعقدہ تقریب میں شرکت کی خصوصی دعوت دی گئی۔ اس کانفرنس میں وزارت خارجہ ایران کے ڈائریکٹر جنرل ارباب خالص، ڈاکٹر پروفیسر محمد جعفر (فردوسی یونیورسٹی مشہد)، امینی مشہدی (سازمانِ فرہنگ)، قاضی حبیب الرحمٰن پاکستانی قونصلیٹ شامل تھے۔ اس تقریب میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے علامہ قبال کے پیغام کی حقیقی روح کے حوالے سے خوبصورت خطاب کیا جسے تمام شرکاء نے بے حد سراہا۔

☆ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ان کے وفد نے فردوسی یونیورسٹی کے انٹرنیشنل ریلیشنز آفس کا دورہ کیا۔ آفس ڈائریکٹر ڈاکٹر عابدین واحدین نے ان کو خوش آمدید کہا اور یونیورسٹی میں جاری پروگرامز اور شعبہ جات پر تفصیلی بریفنگ دی۔ اس موقع پر محترم امینی مشہدی ڈائریکٹر (سازمان فرہنگ) بھی وفد کے ساتھ موجود تھے۔

7 روزہ اس کامیاب تعلیمی دورہ کے اختتام پر مذکورہ یونیورسٹیز اور ادارہ جات کے اعلیٰ سطحی وفد نے آپ کو پاکستان کے لئے رخصت کیا۔ ❁❁❁❁❁

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا دورۂ انڈیا (8 جنوری تا 11 فروری 2014ء)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا کے زیر اہتمام منعقدہ میلاد کانفرنسز میں شرکت کیلئے انڈیا تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس دورہ کے دوران آپ بنگلور میں منعقدہ عالمی میلاد کانفرنس اور انڈیا بھر میں دیگر متعدد کانفرنسز سے بھی خطاب کریں گے۔ اس دورے کا شیڈول درج ذیل ہے:

۱۔ ممبئی (8 تا 11 جنوری)	۲۔ بنگلور (13 تا 14 جنوری)	۳۔ دہلی (16 تا 18 جنوری)
۴۔ سری نگر (20 تا 22 جنوری)	۵۔ کانپور (24 تا 26 جنوری)	۶۔ احمد آباد (29 تا 31 جنوری)
۷۔ چنائی (2 تا 4 فروری)	۸۔ کولکتہ (6 تا 8 فروری)	۹۔ بنگلور (10 تا 11 فروری)

ماہنامہ منہاج القرآن ان شاء اللہ آئندہ کسی اشاعت میں اس دورہ کی مکمل رپورٹ نذرِ قارئین کرنے کی سعادت حاصل کرے گا۔

خصوصی ہدایات برائے میلاد مہم 2014ء

ماہ ربیع الاول اپنی آغوش میں ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشیاں لئے امت مسلمہ پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے تحریک منہاج القرآن جس جوش و جذبۂ ایمانی سے میلاد مناتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور پوری دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

23 دسمبر 2012ء سے فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہوچکی ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ایک کروڑ نمازیوں کی تیاری کے حکم کے تناظر میں تحریک کے زیر اہتمام اس سال جشن عید میلاد النبی ﷺ کو حسب سابق جوش و جذبے اور عقیدت و احترام سے منایا جائے گا۔ اس عزم کے ساتھ کہ

؎ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

رفقاء، کارکنان اور وابستگان تحریک! جذبہ عشق رسول ﷺ دلوں میں موجزن کرکے دین کی سربلندی کا علم اٹھائے ہرقسم کے مالی، سیاسی، خاندانی مفادات اورتحفظات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی منزل کے حصول کے لئے آگے بڑھئے۔

یہ تحریک منہاج القرآن پر اللہ تعالیٰ اور حضور نبی اکرم ﷺ کی خصوصی نوازشات میں سے ہے کہ تحریک کے زیر اہتمام ہر سال ہونے والی دنیائے اسلام کی فقیدالمثال عالمی میلاد کانفرنس امسال انڈیا کے شہر بنگلور میں ہورہی ہے۔ جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری خصوصی شرکت فرمائیں گے۔

بنگلور میں ہونے والی عالمی میلاد کانفرنس سے شیخ الاسلام کا خطاب مینار پاکستان لاہور سمیت پاکستان کے جملہ اضلاع وتحصیلات میں منعقدہ میلاد کانفرنسز میں بذریعہ ویڈیو لنک براہ راست نشر کیا جائے گا۔

تحریک منہاج القرآن اوراس کے جملہ فورمز وتنظیمات مرکزی ہدایات کے مطابق میلاد مہم کامیاب بنانے کے لئے محنت وکوشش کریں تاکہ ہم عشق ومحبت رسول ﷺ کے اس مقدس ماہ میں اپنے آقا ﷺ کے دین کی تجدید واحیاء اور مصطفوی انقلاب کے پیغام کی زیادہ سے زیادہ ترویج واشاعت کوممکن بنائیں۔

☆ اس سال میلاد مہم کا دورانیہ یکم جنوری سے یکم فروری تک ہوگا۔

اس سلسلے میں جملہ تنظیمات اور ان کے جملہ فورمز درج ذیل ہدایات کے مطابق میلاد مہم کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں:

استقبال ربیع الاول

۱۔ ربیع الاول کا چاند دیکھنے کے بعد دو رکعت نماز نوافل شکرانہ ادا کریں۔

۲۔ عید میلاد النبی ﷺ کی مبارکباد بذریعہ E-Mail یا SMS کے ذریعہ دیں۔

۳۔ استقبال ربیع الاول کے حوالے سے علاقہ میں ایک بھرپور جلوس کا اہتمام کیا جائے۔

عالمی میلاد کانفرنس کا انعقاد

30 ویں عالمی میلاد کانفرنس حسب سابق مینار پاکستان لاہور میں ہوگی جس میں لاہورA اور لاہورB کی جملہ تنظیمات/ کارکنان/ عامۃ الناس شرکت کریں گے۔ شیخ الاسلام کے حکم کے مطابق اس سال تحصیلی/ضلعی ہیڈکوارٹر

پر محفل میلاد منعقد کی جائے گی جو کہ لاہور کی عالمی میلاد کانفرنس کا تسلسل ہوں گی۔

۱۔ ضلعی/تحصیلی میلاد کانفرنس کو عظیم الشان بنانے کے لئے جملہ تنظیمات / فورمز/ کارکنان محنت کریں۔ علاقہ میں موجود مذہبی، سیاسی، فلاحی تنظیمات کے ساتھ ساتھ طلباء، وکلاء، مزدور اور کسان یونینز کو بھرپور دعوت دی جائے۔

۲۔ علاقہ بھر میں میلاد کانفرنس کے بڑے بڑے ہورڈنگز و بینرز لگوائیں۔

۳۔ ڈویژنل ناظمین اپنی زیرنگرانی ہر تحصیل میں ’’کاروان میلاد‘‘ کا انعقاد کریں اور ہر ڈویژن میں ہینڈ بلز تقسیم کریں۔

۴۔ مشعل بردار جلوس نکالے جائیں اور ان کے ذریعے عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں۔

۵۔ ہر رفیق/ وابستہ/ کارکن اپنی گاڑی کی بیک سکرین پر میلاد کانفرنس کا فلیکس آویزاں کرے گا۔

۶۔ ہر تحصیلی تنظیم اپنی تمام یونین کونسلز میں کم از کم ایک میلاد کانفرنس منعقد کرے۔

۷۔ حسب استطاعت ضیافت میلاد کا اہتمام کریں۔

۸۔ کیبل نیٹ ورک پر میلاد کانفرنس کے اشتہار چلوائے جائیں۔

نوٹ: اس سلسلہ میں مزید ہدایات ضلعی/تحصیلی تنظیمات کو الگ سے جاری کردی جائیں گی۔

اجتماعی تنظیمی ذمہ داریاں

۱۔ تنظیمات اور وابستگان تحریک یونین کونسل سطح پر حلقہ ہائے درود وفکر اور محافل میلاد کا اہتمام کریں۔

۲۔ دیگر کتب کے علاوہ قائدمحترم کی کتاب سیرۃ الرسول ﷺ، میلاد النبی ﷺ اور منہاج السوی کی بھرپور تشہیر کی جائے۔

۳۔ 11 روز تک تحصیل سطح کے مختلف علاقہ جات میں مشعل بردار جلوس کا اہتمام کریں۔

۴۔ ہر تحصیلی تنظیم قائدمحترم کی کتب وکیسٹس اور CDs کے دعوتی پیکج تحائف کی صورت میں مذہبی، سیاسی اور سماجی دانشور شخصیات کو دیں۔

۵۔ بینرز کے ذریعے مقامی سطح پر امت کو آقا ﷺ کی ولادت باسعادت کی مبارکباد دی جائے اور فروغ عشق مصطفی ﷺ کو اجاگر کیا جائے۔

۶۔ قائدمحترم کے Qtv پر چلنے والے خطابات کو پورا مہینہ اجتماعی طور پر بازاروں اور گھروں میں دکھانے کا اہتمام کیا جائے۔

۷۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر میلاد مہم کی جملہ تقریبات کو بھرپور انداز میں اجاگر کیا جائے۔

برائے کارکنان (انفرادی سطح)

۱۔ ہر کارکن کثرت سے درود پاک کا وظیفہ کرے۔

۲۔ پہلے 12 دن ہر کارکن ہر روز نفل حضور اکرم ﷺ کی طرف سے پڑھے جبکہ باقی ایام ربیع الاول میں ہر پیر کو پڑھے۔

۳۔ پورا مہینہ گنبد خضریٰ کا مونوگرام اور نعلین پاک سینوں پر آویزاں کئے جائیں۔

۴۔ حسب استطاعت گھروں پر یکم سے 12 ربیع الاول تک جھنڈیوں اور لائٹنگ کے ذریعے بھرپور خوشی کا اظہار کیا جائے۔

۵۔ اہم شخصیات کو سیرت الرسول ﷺ/ میلاد النبی ﷺ، شمائل مصطفی ﷺ یا منہاج السوی کا تحفہ دیں۔

۶۔ تحریک سے وابستہ ہر فرد اپنی فیملی کو ہر روز بٹھا کر قائدمحترم کی کتاب نورالابصار بذکر النبی المختار سے حضور ﷺ کے فضائل وکمالات اور حسن و جمال پرمبنی عبارت پڑھ کر سنائے۔

۷۔ ہر تحریکی گھرانہ اپنے گلی بازاروں میں آقا ﷺ کی آمد کی خوشی میں بچوں کے اندر کھانے پینے کی اشیاء تقسیم

کرے تاکہ شعوری طور پر بچوں کے اندر حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کا احساس پیدا ہو۔

۸۔ بچوں کو نئے کپڑے پہنائے جائیں اور حسب استطاعت عیدی دی جائے اور کم از کم ایک دفعہ سیر کیلئے لے جایا جائے۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی

۱۔ منہاج پبلک / ماڈل سکولز میں تلاوت ، نعت اور تقریری مقابلے بسلسلہ میلاد النبی ﷺ منعقد کیے جائیں۔

۲۔ منہاج پبلک / ماڈل سکولز میں تاجدار کائنات ﷺ کی بچوں کے ساتھ شفقت و محبت اور میلاد النبی ﷺ کی اہمیت پر لیکچرز اور محافل نعت کا اہتمام کریں اور بعد ازاں شرینی بانٹی جائے۔

۳۔ جہاں ممکن ہو مشعل بردار جلوس نکالا جائے۔

۴۔ بچوں کو صبح اسمبلی میں ایک حدیث میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے ترجمہ کے ساتھ سنائی جائے۔

۵۔ منہاج پبلک / ماڈل سکول قریبی پرائیویٹ سکولز کو مرکزی میلاد النبی ﷺ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں۔

۶۔ مختلف سکولز کو عید میلاد النبی ﷺ کے کارڈ ارسال کیے جائیں۔ DDEs تمام سکولز کو اس سعادت میں شامل کریں۔

۷۔ سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی ادارہ جات کو تحریک منہاج القرآن کی طرف سے میلاد النبی ﷺ کے کارڈ روانہ کیے جائیں۔

۸۔ بچوں کو صاف ستھرے کپڑے پہننے کی ترغیب دی جائے۔ ۹۔ تمام سکولز کی بلڈنگ میں چراغاں کیا جائے۔

۱۰۔ بچوں کو گھروں میں میلاد النبی ﷺ پر چراغاں کرنے کی خصوصی ہدایت کی جائے۔

۱۱۔ صبح کی اسمبلی میں تمام بچے تاجدار کائنات ﷺ کی ذات اقدس پر ایک دفعہ درود و سلام ضرور پیش کریں۔

☆ **اس عظیم الشان مہم کو کامیاب بنانے کیلئے ابھی سے ہی ذمہ داریاں تقسیم کردی جائیں اور تمام احباب اس میں بھرپور محنت کریں۔**

برائے مزید معلومات و رہنمائی

۱۔ محترم احمد نواز انجم ۔ نائب ناظم اعلیٰ ۔ (تنظیمات) (0300-4147093)

۲۔ محترم رانا محمد ادریس ۔ نائب ناظم اعلیٰ (دعوت) (0300-4395196)

۳۔ محترم محمد جواد حامد ۔ ناظم اجتماعات (0333-4244365)

۴۔ محترم محمد رفیق نجم ۔ ناظم تنظیمات (0321-5000524)

۵۔ محترم ساجد محمود بھٹی ۔ مرکزی سیکرٹری کوارڈینیشن PAT (0333-4261554)

۶۔ محترم ارشاد طاہر ۔ امیر لاہور (0300-4217066)

۷۔ محترم حافظ غلام فرید ۔ ناظم لاہور A (0300-8450797)

۸۔ محترم محمد طیب ضیا ۔ مرکزی سیکرٹری کوارڈینیشن تنظیمات (0345-6676237)

۹۔ محترم عرفان یوسف ۔ صدر MSM (0321-4022709)

۱۰۔ محترم حافظ شعیب ۔ صدر یوتھ لیگ (0346-4016678)

۱۱۔ محترم میر آصف اکبر ۔ ناظم علماء کونسل پنجاب (0321-4521775)

۱۲۔ محترمہ راضیہ نوید ۔ ناظمہ ویمن لیگ (0334-4541878)

۱۳۔ محترمہ عائشہ شبیر ۔ نائب ناظمہ ویمن لیگ (0333-4774251)

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری (چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل) کا دورۂ ایران (تصویری جھلکیاں)

قاضی حبیب الرحمٰن (پاکستانی قونصلر) اور محترم ارباب خالص
اور وزارت خارجہ ایران کے دیگر افراد سے ملاقات

ڈاکٹر ملکوتی، ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، امینی مشہدی، خرم نواز گنڈاپور اور سہیل احمد رضا
کا حضرت امام رضاؑ کے مزار پر حاضری کے موقع پر گروپ فوٹو

آیت اللہ علی اکبر الخراسانی کو اپنا Ph.D
کا مقالہ پیش کر رہے ہیں۔

ڈپٹی ڈائریکٹر اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن ڈاکٹر غلام رضا جلالی کو
شیخ الاسلام کی اسانید کی اجازت مرحمت فرما رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جعفر (فردوسی یونیورسٹی) کو شیخ الاسلام کی
کتب کا تحفہ دیتے ہوئے۔

قرآن کانفرنس (ایران) کے سیکرٹری آرگنائزنگ کمیٹی ڈاکٹر حبیب اللہ مولائی
کو شیخ الاسلام کا انگلش میں ترجمہ قرآن دے رہے ہیں۔

انٹرنیشنل بک فیئر (مشہد) میں منہاج القرآن سٹال کا وزٹ کرتے ہوئے

حضرت امام رضاؓ کے مزارِ پُرانوار کا خوبصورت منظر

حضرت امام غزالیؒ کے مزارِ اقدس کا ایک منظر

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
Regd CPL No.41

دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

30 ویں سالانہ

عالمی میلاد کانفرنس

11 اور 12 ربیع الاول
کی درمیانی شب

مینارِ پاکستان

خصوصی خطاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

زیرِ نگرانی ڈاکٹر حسن محی الدین قادری ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

امسال منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا کے زیرِ اہتمام بنگلور میں ہونے والی عالمی میلاد کانفرنس سے شیخ الاسلام کا خطاب مینارِ پاکستان لاہور سمیت پاکستان کے جملہ اضلاع و تحصیلات میں منعقدہ میلاد کانفرنسز میں بذریعہ ویڈیو لنک براہ راست نشر کیا جائے گا

میلاد کانفرنس میں معروف قراء، نعت خواں، علماء کرام اور مختلف طبقات کی نامور نمائندہ شخصیات شرکت فرمائیں گی

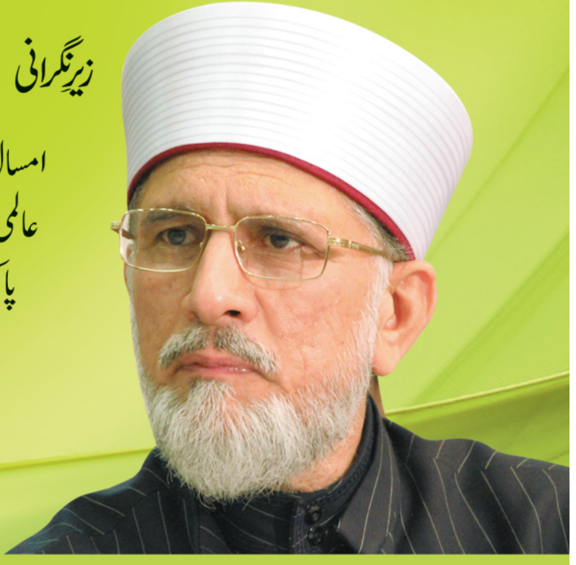

TahirulQadri TahirulQadri
042-111-140-140 www.minhaj.org

تحریکِ منہاج القرآن